﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

# الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 22 | جمعۃ المبارک 20 فروری 2015ء | 01 رجمادی الاوّل 1436 ہجری قمری ❁ 20 تبلیغ 1394 ہجری شمسی | شمارہ 08

## سورۃ کہف کی فضیلت

حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تم میں سے جس کا واسطہ دجّال سے پڑے وہ اس پر سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ یہ آیات اس کے فتنہ سے بچنے کے لئے تمہیں پناہ مہیا کریں گی۔

(ابو داوٗد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث 3764)

### ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

# قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے

## اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

**یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔**

’’خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا‘‘۔

’’اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے‘‘۔

(اشتہار 20/فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-103 مطبوعہ لندن)

❁❁❁❁❁❁❁

’’یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واَولیٰ واکمل وافضل واتمّ ہے۔ کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے...... اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتٰی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے‘‘۔

(اشتہار 22/مارچ 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 114-115۔ مطبوعہ لندن)

❁❁❁❁❁❁❁

’’صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخصّ آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے‘‘۔

(اشتہار 8/اپریل 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 117۔ مطبوعہ لندن)

# خطبۂ نکاح

## فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

❁......اللہ تعالیٰ نے رشتے قائم کرنے کے موقع پر لڑکی اور لڑکے اور ہر دو خاندانوں کو یہ حکم فرمایا کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو اور وہ حقوق ادا کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کئے ہیں

❁......حق ادا کرنے کے بارہ میں جس کو بہت اہمیت دی گئی ہے وہ سچائی ہے۔ ایسی سچائی جو قولِ سدید ہو جس میں کوئی ایچ پیچ نہ ہو، کسی قسم کی ایسی بات نہ ہو جس سے غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہوں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 02 جنوری 2013ء بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ جن میں بعض رشتے ایسے بھی ہیں جو رشتہ داروں میں آپس میں طے ہو رہے ہیں اور بعض نئے رشتے قائم ہو رہے ہیں۔ نکاح کے موقع پر، نئے رشتے قائم کرنے کے موقع پر ہمیشہ یہ باتیں یاد رکھنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد دو حق کئے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا حق اور ایک اس کے بندوں کا حق۔ نکاح کے حوالے سے، نئے رشتے قائم ہونے کے حوالے سے یہ حقوق کیا ہیں؟ اس وقت مَیں بندوں کا جو حق ہے اس کا ذکر کروں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے رشتے قائم کرنے کے موقع پر لڑکی اور لڑکے اور ہر دو خاندانوں کو یہ حکم فرمایا کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو اور وہ حقوق ادا کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمائے ہیں۔ رِحمی رشتوں کا خیال رکھو۔ ایک رِحمی رشتے وہ ہیں جو لڑکی کے اپنے خونی رشتے ہیں، ماں باپ بہن بھائی اور دوسرے قریبی رشتے دار۔ ایک رِحمی رشتے وہ ہیں جو لڑکے کے اپنے رحمی رشتے، قریبی خونی رشتے ہیں۔ لیکن یہاں نئے رشتے قائم ہونے کے بعد لڑکے اور لڑکی کو یہ بھی حکم ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کے، قرابت داروں کے حق بھی ادا کرنے کی کوشش کرو۔ اور اسی طرح اس تعلق کے قائم ہونے کی وجہ سے جن دو مختلف خاندانوں کے تعلق قائم ہو رہے ہیں وہ بھی ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور حق ادا کرنے کے بارہ میں جس کو بہت اہمیت دی گئی ہے وہ سچائی ہے۔ ایسی سچائی جو قولِ سدید ہو جس میں کوئی ایچ پیچ نہ ہو، کسی قسم کی ایسی بات نہ ہو جس سے غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہوں۔ کیونکہ ہلکی سی، معمولی سی باتیں ایسی غلط فہمیاں پیدا کر دیتی ہیں جو دلوں میں رنجشیں پیدا کرتی ہیں۔ بعض دفعہ لڑکے اور لڑکی کی رنجشیں پیدا نہیں ہوتیں لیکن دونوں کے ماں باپ یا دوسرے عزیزوں میں رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر اس کا اثر لڑکے اور لڑکی پر بھی پڑتا ہے اور یوں ایک اچھا ہنستا بستا گھرانا مشکلات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے یہ رشتے قائم رکھنے ہیں تو سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہو۔ ایسی سچائی جس میں کسی قسم کا کبھی بھی ابہام پیدا نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے حقوق کی ایک لمبی فہرست دی ہوئی ہے وہ سب تو بیان نہیں ہو سکتی لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان حقوق کو تلاش کرو اور اگر نیک نیتی سے ان حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دیتے رہے، ان پر عمل کرتے رہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرماتا رہے گا کہ اگر بعض معمولی واقعات ہوتے بھی رہیں، دو خاندان ہیں، دو لوگ ہیں تو بعض اختلافات بھی ہوتے ہیں لیکن وہ اختلافات کسی بدنتیجہ پر منتج نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ اصلاح فرماتا رہے گا کیونکہ تم لوگ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اس کی طرف جھکنے والے رہو گے۔ اللہ تعالیٰ بخشش کے سامان فرماتا رہے گا۔ بخشش صرف بڑے گناہوں کی نہیں ہے بلکہ چھوٹی موٹی غلطیوں کو معاف کرنا اور ان کی وجہ سے جو چھوٹی موٹی غلطیاں ہوں گی ان کے بدنتائج سے بچانا بھی اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے۔ پس ہر نئے قائم ہونے والے رشتے اور پہلے سے قائم شدہ رشتوں کو بھی ہمیشہ اس بات کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں پانچ دفعہ تقویٰ پر چلنے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ ہمیشہ اس کی طرف رجوع رہے۔ یہ رشتے مضبوط ہوں اور ان میں دراڑیں نہ آئیں۔ پس یہ قائم ہونے والے رشتے جو آج قائم ہو رہے ہیں ان باتوں کو یاد رکھیں کہ تقویٰ سے کام لیتے رہیں گے تو یہ رشتے بھی انشاء اللہ تعالیٰ مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے اور آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح اور خادم دین پیدا ہوں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ جو رشتے قائم ہونے والے ہیں ان میں تم اس بات کا بھی خیال رکھو کہ اس حال سے تم نے مستقبل کی طرف بھی بڑھنا ہے اور ان رشتوں کے قائم کرنے سے اپنے بہتر مستقبل کے راستے بھی تلاش کرو۔ اب مستقبل جو ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک مستقبل وہ ہے جو اس دنیا کا مستقبل ہے۔ آج کے بعد کل آنی ہے۔ اس سال کے بعد اگلا سال آنا ہے۔ زندگی گزرنی ہے۔ اس میں ایک دوسرے کے حقوق کی طرف توجہ رہے گی تو بہتر مستقبل بھی بنتا چلا جائے گا۔ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا احترام بھی رہے گا۔ دنیاوی رشتے بھی مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے۔ اپنے آج کے حال کو، آج کے رشتوں کو اس طرح گزارو کہ وہ مستقبل میں جب داخل ہوں تو مزید مضبوط ہوں اور جب مستقبل، کل آنے والا دن حال بن جائے تو پھر اگلے مستقبل کی فکر کرو۔ اس طرح ایک سلسلہ چلتا چلا جائے گا اس وقت تک کہ انسان زندہ ہے۔

اسی طرح ایک اور مستقبل ہے جو اس زندگی کے بعد شروع ہوگا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِس زندگی میں، اس دنیا میں جو نیک اعمال کرو گے، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرو گے اور بندوں کے حقوق ادا کرو گے تو وہ پھر اگلے جہان میں بھی کام آئیں گے۔ انسان کی زندگی کا یہ جو زمانہ ہے اگر اسے حال تصور کیا جائے تو اس کے بعد پھر اگلی زندگی کا ایک اگلا مستقبل شروع ہوگا جو کہ دائمی زندگی ہے۔ پس اس دنیا میں بھی اپنی زندگی گزارنے کے لئے اور اس دنیا کی زندگی کے اعمال کے ساتھ اگلی زندگی میں داخل ہونے کے لئے بھی ایک بڑی گہری نصیحت اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمائی ہے۔ پس اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ان باتوں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے جذبات، احساسات کا خیال رکھنے والے ہوں۔ لڑکی اور لڑکا اپنی اپنی ذمہ داریاں سمجھنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہاں ان ملکوں میں لڑکیاں پڑھ لکھ جاتی ہیں بعض پروفیشنز میں جاتی ہیں، ملازمتیں بھی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لڑکے کی جو ذمہ واری ہے وہ اپنے گھر کی ہے۔ اس بات پر انحصار نہیں کرنا چاہئے کہ لڑکی کما رہی ہے یا لڑکی کوئی کام کر رہی ہے یا گھر میں پیسے لا رہی ہے تو اس سے گھر چلے۔ گھر چلانا، گھر کی ذمہ داریاں ادا کرنا یہ مرد کا کام ہے۔ مرد کو قوّام بنایا گیا ہے اور اس حیثیت سے اس کا کام ہے کہ وہ چلائے نہ کہ عورت کی کمائی پر یا عورت کی کسی قسم کی آمد پر نظر رکھے۔ کیونکہ یہ چیزیں بھی اگر پیدا ہو جائیں تو بعض دفعہ بداعتمادی پیدا کرتی ہیں اور یہ بداعتمادی جو ہے پھر رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کا باعث بن جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ہر حکم جو ہے اس کو ایک مومن کو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ اپنی زندگی جو اس دنیا کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلتے ہوئے خوبصورت سے خوبصورت تر ہوتی چلی جائے اور یہی خوبصورتی پھر اگلے جہان میں انسان کو اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بھی بناتی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ سب قائم ہونے والے رشتے جیسا کہ مَیں نے کہا ان باتوں پر عمل کرنے والے ہوں اور ان سے نیک نسل پیدا ہو، دین کے خادم پیدا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ جو چند نکاحوں کا مَیں اعلان کروں گا اس میں سے سب سے پہلا نکاح عزیزہ عائشہ نوری بنت مکرم محمد مسعود الحسن نوری صاحب ربوہ کا ہے جو کہ عزیزم فہد ناصر کرامت ابن مکرم ناصر احمد کرامت صاحب امریکہ کے ساتھ تیس ہزار امریکن ڈالرز حق مہر پر طے پایا ہے۔ دولہا بھی حاضر نہیں ہے ان کے بھی وکیل ہیں اور دلہن کے بھی وکیل ہیں۔ عائشہ نوری مکرم مسعود الحسن نوری صاحب جو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے نگران ہیں، انچارج ہیں ان کی بیٹی ہیں۔ خود بھی ڈاکٹر ہیں اور اللہ کے فضل سے وہاں فضل عمر ہسپتال میں بھی انہوں نے کچھ عرصہ خدمت کی ہے اور ان کے والد تو اللہ کے فضل سے بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ لڑکی کے وکیل مرزا محمود احمد صاحب ہیں اور لڑکے کے وکیل مکرم حمید کرامت صاحب ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم حمید کرامت صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ فہد ناصر آپ کے کیا لگتے ہیں؟ مکرم حمید کرامت صاحب نے عرض کی کہ میرے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

دوسرا نکاح عزیزہ فائزہ ریحان شاہ بنت مکرم عبدالرشید ریحان صاحب کا ہے۔

اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کے نام کے ساتھ ''شاہ'' کا لفظ لکھا ہوا دیکھ کر استفسار فرمایا کہ یہ ریحان شاہ کیا ہے؟ رشید ریحان صاحب (تو) شاہ نہیں ہیں اور لڑکی کے ساتھ شاہ لگا دیا ہے؟ ابھی تو نکاح ہی نہیں ہوا، لڑکی پہلے ہی شاہ بن گئی ہے؟ بہر حال عزیزہ فائزہ ریحان بنت مکرم عبدالرشید ریحان صاحب کا نکاح سید سلمان شاہ ابن مکرم سید محمد اقبال شاہ صاحب جرمنی کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہے (طے پایا ہے)۔ سلمان شاہ جامعہ احمدیہ کے طالب علم ہیں۔ میرے خیال سے شاید خامسہ میں ہیں اور انشاء اللہ ایک دو سال تک مبلغ بن جائیں گے۔ بچی بھی واقفہ نو ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بے لوث ہو کر جماعت کی خدمت کرنے والے ہوں اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ قرۃ العین جدران بنت مکرم عبدالرفیق جدران صاحب امریکہ کا ہے اور عزیزم عبدالرافع قدیر جدران واقف نو، جو ڈاکٹر عبدالمومن جدران صاحب کا بیٹا ہے جو یوکے کے رہنے والے ہیں سے بارہ ہزار پونڈ حق مہر پر یہ نکاح طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دلہے سے دریافت فرمایا کہ ابھی تم پڑھ رہے ہو اور وقف نو بھی ہو۔ بارہ ہزار حق مہر کہاں سے دو گے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

عبدالرفیق جدران صاحب اور لڑکے کے والد عبدالمومن جدران صاحب دونوں بھائی بھی ہیں۔ ان کے والد اور چچا نوابشاہ میں شہید بھی ہوئے تھے۔ اور رفیق جدران صاحب افریقہ میں بھی کافی لمبا عرصہ نصرت جہاں کے تحت وقف کر کے گئے تھے اور خدمت کرتے رہے اور جب میں وہاں تھا بلکہ یہ میرے سے پہلے وہاں تھے، میں بعد میں گیا تھا۔ تو میرے زمانہ میں بھی اللہ کے فضل سے ان کو کافی خدمت کا موقع ملا۔ اللہ کرے کہ ان کا داماد بھی وقف نو ہو کر خدمت کی توفیق پائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ دادا کے نام کا قدیر انہوں نے نام کے ساتھ لگایا ہے؟ جواباً عرض کیا گیا کہ جی حضور۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ رخشندہ عباسی بنت مکرم اعجاز کریم الدین عباسی صاحب (نیو مالڈن) کا ہے۔ عزیزم نجم السماء ابن مکرم منور احمد صاحب (مارڈن) کے ساتھ دس ہزار پونڈ حق مہر پر (طے پایا ہے)۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اگلا نکاح ہے عزیزہ ڈاکٹر مدیحہ اشرف (واقفہ نو) بنت مکرم ڈاکٹر شریف احمد اشرف صاحب کا عزیزم عمار احمد ابن مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب یوکے کے ساتھ دس ہزار پونڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزہ مدیحہ بھی واقفہ نو ہے اور اللہ کے فضل سے خدمت کا بڑا جذبہ رکھتی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ جذبہ شادی کے بعد بھی قائم رہے اور اس کو اللہ تعالیٰ خدمت کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ ارم شاہد بنت مکرم شاہد مقبول صاحب کا عزیزم لئیق احمد ناصر ابن مکرم منور احمد صاحب کے ساتھ ہے۔ عزیزہ ارم شاہد پاکستان کی ہیں اور لئیق احمد ناصر لندن میں رہتے ہیں۔ یہ نکاح دس ہزار پونڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل مکرم منصور احمد صاحب ہیں۔

تمام نکاحوں کے فریقین میں ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور نے دریافت فرمایا کہ سارے ہو گئے؟ پہلے میں نے دو فارم اکٹھے اٹھا لئے تھے۔ کوئی رہ تو نہیں گیا؟ عرض کیا گیا کہ سارے ہو گئے ہیں۔

اس پر حضور انور نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

# مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم-عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر 337**

## مکرمہ جہاد الشافعی صاحبہ

گزشتہ دواقساط میں ہم نے مکرم عماد الدین صاحب آف مصر کے احمدیت کی طرف سفر کا احوال درج کیا تھا۔ اس قسط میں ان کی اہلیہ مکرمہ جہاد الشافعی صاحبہ کے قبول احمدیت کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

## نزول عیسیٰؑ اور میری عجیب خواہش

مکرمہ جہاد الشافعی صاحبہ بیان کرتی ہیں:

میرا تعلق مصر سے ہے جہاں میری پیدائش 1990ء میں ہوئی۔ مَیں ایک سنّی مسلم اور خاصّے متدیّن مزاج گھرانے میں پلی بڑھی۔ مجھے پورے خاندان میں سے اپنے مرحوم ماموں عزّت صاحب بہت پسند تھے۔ وہ اکثر ہمارے گھر تشریف لاتے اور ہمیں دینی مسائل سکھاتے۔ کبھی وہ ہمارے لئے دینی کتب لے آتے۔ مجھے یاد ہے کہ ان میں سے بعض کتب آخری زمانے اوراس کی نشانیوں، خروج دجّال اور ظہور امام مہدی ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر ہوتی تھیں۔ میرے ماموں ان کتب کی تشریح کرتے ہوئے اکثر اس حدیث کا بھی ذکر کرتے کہ جب امام مہدی آئے گا تو اس پر ایمان لانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاکید فرمائی ہے کہ: فَبَایِعُوْہُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْجِ۔ یعنی خواہ برف پر گھٹنوں کے بَل بھی چل کے جانا پڑے تو جانا اور اس کی بیعت کرنا۔ اور اپنی بات ہمیشہ اس دعا پر ختم کرتے کہ خدا کرے کہ انہیں امام مہدی کا زمانہ میسر آجائے تا وہ ان کی بیعت کرکے ان کی فوج میں شامل ہوجائیں۔

جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے دل میں ایک انوکھی خواہش تھی۔ میں نے حدیث میں پڑھا تھا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو کسر صلیب اور قتل خنزیر کے علاوہ شادی بھی کریں گے۔ میری خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی مخلص اور اطاعت گزار بننے کی توفیق عطا فرمائے کہ میں ہی وہ عورت بنوں جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی ہو۔

## دینی اور رفاہی کاموں میں لگاؤ

بچپن اورلڑکپن اپنے گاؤں میں گزارنے کے بعد ہم اسکندریہ جیسے بڑے شہر میں منتقل ہوگئے۔ میری سہیلیاں کہتی تھیں کہ جو شہر میں رہائش اختیار کرتا ہے اس کے اخلاق تباہ ہوجاتے ہیں کیونکہ وہاں آزادی کی وجہ سے غیر اخلاقی حرکات اور تعلقات عام ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان تمام امور سے محفوظ رکھا۔ میٹرک میں ہی مجھے ایک ایسی سہیلی مل گئی جو ڈاکٹر عمرو خالد نامی ایک مذہبی سکالر کی بڑی مداح تھی۔ میں بھی اس کے ساتھ مل کر اس مبلغ کی رفاہِ عامہ کی بعض تنظیموں کے ساتھ کام کرنے لگی۔ میں دینی امور، دروس اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں اس قدر منہمک ہوگئی کہ گرمیوں کی چھٹیوں میں بھی بستی کا رخ کرنے کی بجائے شہر میں رہ کر غریبوں اور یتیموں کی مدد کرنا میرے لئے زیادہ اطمینان بخش ہوتا تھا۔

## ایم ٹی اے سے تعارف

ایک سال بعد 2007ء میں ہم اسکندریہ میں نئے گھر میں منتقل ہوئے۔ اس گھر میں ٹی وی بھی تھا۔ یوں اسکندریہ میں ہم پہلی بار ٹی وی دیکھنے لگے۔ میں اور میرا بھائی اکثر مختلف ٹی وی چینل بدل بدل کر دیکھتے رہتے تھے۔ ایک دن میرا بھائی چینلز بدلنے کے دوران ایم ٹی اے نامی ایک چینل پر رک گیا۔ وہاں اس وقت پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا اور مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب انجیل کے حوالے سے دریدہ دہن پادری زکریا بطرس کے مزاعم کا ردّ کررہے تھے۔ ہم دونوں بڑے انہماک سے مکرم ثابت صاحب کی بات سننے لگے۔ ہم دونوں کو ثابت صاحب کی باتیں بہت اچھی لگیں۔ لیکن مختلف اور رنگارنگ کے چینلز کی بھرمار میں ہمیں دوبارہ ایم ٹی اے کو تلاش کرنے اور اس کے پروگرامز سننے کا خیال نہ آیا۔

## گول ہوگیا!

اسی اثنا میں میرے والدین حج کے لئے گئے اور جب وہ واپس آئے تو ان کے ساتھ بھی وہی واقعہ ہوا جو قبل ازیں میرے اور میرے بھائی کے ساتھ ہو چکا تھا۔ یعنی انہیں بھی اتفاقاً ایم ٹی اے مل گیا۔ ایم ٹی اے پر دفاعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرامز، نیز وفات مسیح اور دجال وغیرہ کے بارہ میں تشریحات نے تو میری والدہ صاحبہ کا دل موہ لیا۔ والدہ صاحبہ کی اس چینل کے ساتھ اس قدر جذباتی وابستگی ہوگئی تھی کہ ایک روز وہ پروگرام الحوار المباشر دیکھ رہی تھیں کہ اچانک انہوں نے بلند آواز میں کہنا شروع کردیا: گول ہوگیا۔ ہم حیران ہوئے کیونکہ والدہ صاحبہ کوئی فٹبال میچ نہیں دیکھ رہی تھیں۔ پھر انہوں نے ایسا کیوں کہا؟ ہم نے آکر پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس پروگرام میں ایک عیسائی کالر نے سوال کیا تھا۔ اور مصطفیٰ ثابت صاحب نے اس کا ایسا مضبوط اور منہ بند کردینے والا جواب دیا ہے کہ بے اختیاری کے عالم میں میری زبان پر یہی لفظ آیا ہے کہ گول ہوگیا ہے۔

## والدہ صداقت کی قائل ہوگئیں

اس روز کے بعد میں اور میرے والد صاحب نے بھی والدہ صاحبہ کے ساتھ مل کر یہ ٹی وی چینل باقاعدگی سے دیکھنا شروع کردیا۔ اس وقت میں یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی اور دینی امور میں تعمّق کا رجحان نمایاں تھا۔ میں روزانہ والدہ صاحبہ سے بات کرتی اور ایم ٹی اے سے سمجھ آنے والی نئی باتوں کے بارہ میں سنتی اور بحث کرتی۔ والدہ صاحبہ کو ایم ٹی اے دیکھتے ہوئے ایک مہینہ ہی گزرا تھا کہ وہ جماعت کی صداقت کی قائل ہوگئیں۔ مَیں یونیورسٹی کی پڑھائی میں مصروف ہوجانے کے باعث اس طرف زیادہ توجہ نہ دے سکی۔ لیکن والدہ صاحبہ اس دوران اکثر مجھ سے اپنے بعض رؤیائے صالحہ کا ذکر کرتیں اور کہتیں کہ اس وضاحت کے ساتھ پورے ہونے والے رؤیائے صالحہ میں نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔

## والد صاحب کی مخالفت اور میری حالت

والد صاحب نے یہ صورتحال دیکھی تو کسی قدر خطرہ محسوس کیا اور مولویوں سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پوچھنے چلے گئے۔ مولویوں نے انہیں خوب ڈرایا اور کہا کہ یہ تو کافروں کی جماعت ہے۔ والد صاحب نے آکر جب والدہ صاحبہ کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے اس چینل پر بولنے والوں کی زبانی ایک لفظ بھی ایسا سنا ہے جسے کلمہ کفر کہا جاسکے؟ پھر یہاں سے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کے درمیان اختلاف شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ گوکہ شروع شروع میں والد صاحب کا رویّہ نہایت جارحانہ تھا لیکن والدہ صاحبہ اپنے استخارہ کے نہایت شافی جواب کے نتیجہ میں نیز اپنی دعاؤں کی قبولیت اور بے شمار مشکل سوالات کے نہایت اطمینان بخش جوابات پانے کی بنا پر اپنے مؤقف پر قائم رہیں۔ والدہ صاحبہ کے مضبوط مؤقف، اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک سے اب آہستہ آہستہ والد صاحب کے رویّہ میں تبدیلی آرہی ہے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے تو مَیں والد صاحب کے رویّہ کی وجہ سے والدہ صاحبہ سے تھوڑا تھوڑا سیکھتی تھی۔ اسی طرح والد صاحب کی غیر موجودگی میں ایم ٹی اے دیکھتی اور والد صاحب کے آنے پر ٹی وی اور والدہ صاحبہ کے پاس سے اٹھ کر چلی جاتی اور اپنی پڑھائی میں مصروف ہوجاتی۔ تاہم میں جماعت کی عربی ویب سائٹ سے کتب اور حضرت مسیح موعودؑ کے قصائد لے کر علیحدگی میں بیٹھ کر پڑھتی رہتی۔

## حمامۃ البشریٰ

میں نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''حمامۃ البشریٰ'' پڑھی۔ یہ کتاب اول سے لے کر آخر تک معجزہ ہے اور اس کا ایک ایک کلمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مجھے اس کتاب سے ایک خاص مناسبت بھی ہے کیونکہ میں نے احمدیت سے تعارف سے بہت پہلے خواب میں ''حمامۃ'' یعنی کبوتری دیکھی تھی جسے میں نے گود میں بٹھایا اور پیار کیا تو اس نے مجھے لوگوں کے ظلم ختم ہونے کی بشارت دی تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب 'حمامۃ البشریٰ' کا مطالعہ کرتے وقت میرے والد صاحب اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے مخالفت شروع ہوچکی تھی۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے مجھے اپنا یہ رؤیا یاد آ گیا اور یقین ہوگیا کہ لوگوں کا یہ ظلم بھی ایک دن ختم ہوجائے گا لہٰذا ان سے ڈر کر مجھے سچائی کے اس طریق کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہئے۔

اسی طرح جب مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ قصیدہ: عِلْمِیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ ذِی الْاٰلَآءِ، ایم ٹی اے پر سنا تو رو پڑی، نیز قصیدہ: اِنِّیْ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْاَکْبَرِ کے یہ دو شعر تو میرے دل کو چھو گئے کیونکہ بیعت سے قبل ہی ہمارے عزیز واقارب نے ہم سے قطع تعلق کرلی تھی اس لئے یہ شعر ہمارے غم کے عکّاس تھے اور ایک روحانی تسلی اور اطمینان کا باعث تھے:

اِنَّ الْبَلَایَا لَایَرُدُّ رِکَابَھَا
اِلَّا یَدَا مَلِکٍ قَدِیْرٍ اَکْبَرِ

یعنی خدائے قادر وبزرگ وبرتر کے دونوں ہاتھوں کے علاوہ بلاؤں کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

اِنَّ الْمُھَیْمِنَ لَایُضِیْعُ عِبَادَہٗ
فَافْرَحْ وَ لَاتَحْزَنْ بِوَقْتٍ مُّضْجِرِ

خدا اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرے گا پس اس تکلیف دہ وقت میں بھی خوش ہوجا اور غمگین مت ہو۔

## بیعت کا فیصلہ

مَیں نے بہت دیر تک خاموشی سے تحقیق کرلی تھی اور اب فیصلہ کا وقت آن پہنچا تھا۔ گو میں اپنے والد صاحب سے بہت ڈرتی تھی لیکن ایمان کی قوت بہت عظیم ہوتی ہے۔ چنانچہ اب فیصلہ کے بعد میں نے والد صاحب کی موجودگی میں ہی ایم ٹی اے دیکھنا شروع کردیا۔ یہ حالت دیکھ کر پہلے تو والد صاحب نے مجھے سمجھانے کے رنگ میں روکا۔ پھر سختی کی اور کئی مرتبہ چلاّتے ہوئے روکا۔ میں ان کی ہر بات کا جواب دلیل کے ساتھ دیتی اور وہ قائل بھی ہوجاتے لیکن پھر مولویوں کے پاس جاتے اور ان کی باتوں میں آجاتے اور ہم ماں بیٹی پر سختی کرنی شروع کردیتے۔ علاوہ ازیں دیگر اقرباء کی طرف سے بھی ظالمانہ سلوک ہوتا رہا حتی کہ ہم تنہا ہوکر رہ گئے۔ ایک روز میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ یہ سب کچھ ہمارے بیعت نہ کرنے کی وجہ سے ہورہا ہے۔ جب ہم دل سے بیعت کرچکے ہیں تو ہمیں جلد بیعت فارم بھی پُر کرکے ارسال کردینا چاہئے۔ والدہ صاحبہ نے میری بات کی تائید کی اور ہم نے 15 مارچ 2013ء کو بیعت فارم پُر کرکے ارسال کردیا۔

## صداقت مسیح موعودؑ کا ایک نشان

میرے والد صاحب اخوان المسلمین کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور اس کی اندھی تقلید کرتے تھے۔ اسی تنظیم نے احمدیت کے اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ ایک مرتبہ میرے والد صاحب نے ہمارے اقرباء کے سامنے ہم پر ایک جھوٹا الزام عائد کیا۔ اس وقت میں نے انتہائی لاچارگی کے عالم میں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ! اپنے فضل سے ہماری تائید فرما اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تو کوئی نشان دکھا۔ میں اس وقت شوّال کے روزے سے تھی اور مغرب کی نماز کے قریب کا وقت تھا۔ مَیں نے ٹی وی آن کیا تو یہ سن کر میری حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ الازہر نے اخوان المسلمین کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد قرار دیا تھا۔ اس پر میں نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام درحقیقت حق پر ہیں۔ میں نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کیسا جواب ملا کہ آپ نے ایک فتویٰ نکالا اور اس کے بالمقابل آپ کو ایک زیادہ قوی فتویٰ کا سامنا ہے۔

## خلیفۂ وقت کی استجابت دعا اور میری شادی

بیعت کے چند ماہ بعد ہی مکرم تمیم ابودقہ صاحب نے ایک مخلص احمدی نوجوان کا رشتہ بھیجا۔ پہلے تو والد صاحب نے کہا کہ میری لاش پر سے گزر کر ہی یہ شادی ہوسکتی ہے۔ پھر جب میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کا خط لکھا۔ اس کے بعد والد صاحب کا دل نرم ہونا شروع ہوگیا اور نہ صرف یہ کہ وہ اس شادی پر راضی ہوگئے بلکہ جلد تر اس فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے بھی بے چین ہوگئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ خلیفۂ وقت کی استجابتِ دعا کا ثمرہ ہے۔

میری بیعت کی تاریخ 15 مارچ 2013ء ہے۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ جس شخص کا میرے لئے رشتہ آیا ہے اس کی تاریخ پیدائش بھی 15 مارچ ہے نیز احمدیت کی خاطر وہ اسی تاریخ کو ہی مصر میں قید ہوئے تھے۔ اتنے اتفاقات کو دیکھتے ہوئے ہم نے اپنی شادی کے لئے بھی اسی تاریخ کا انتخاب کیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹی سے نوازا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

**(باقی آئندہ)**

# رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جامع جمیع کمالاتِ رُسُل

[انتخاب از خطاب فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 28 دسمبر 1937ء۔
(مطبوعہ بعنوان 'انقلاب حقیقی' انوار العلوم جلد 15)]

’’......غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالاتِ رُسُل تھے۔ آپ میں آدمؑ کے کمالات بھی تھے۔ آپ میں نوحؑ کے کمالات بھی تھے۔ آپ میں ابراہیم کے کمالات بھی تھے۔ آپ میں موسیٰؑ کے کمالات بھی تھے اور آپ میں عیسیٰؑ کے کمالات بھی تھے۔ اور پھر ان سب کمالات کو جمع کرنے کے بعد آپؐ میں خالص محمدیؐ کمالات بھی تھے۔ گویا سب نبیوں کے کمالات جمع تھے اور پھر اس سے زائد آپؐ کے ذاتی کمالات بھی تھے۔

## دین اسلام ۔ جامع جمیعِ ادیان

پس جو دین آپ لائے وہ جامع جمیع ادیان ہؤا اور اس کی موجودگی میں باقی مذاہب میں سے کسی مذہب کی پیروی کی ضرورت نہ رہی۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو بشارت دی اور فرمایا۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ:4) کُفّار مایوس ہو گئے ہیں کہ اب اس دین پر غالب آنا ناممکن ہے اور وہ اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں لا سکتے۔ پس یہ خیال اب نہیں ہو سکتا کہ کافر اپنے زور سے جیت جائیں۔ ہاں یہ خیال ہر وقت ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ اپنی مدد واپس لے لے۔ پس اس سے ڈرو اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ قرآن کی موجودگی میں تم پر کافر کبھی فتح نہیں پا سکتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم قرآن چھوڑ دو اور گر جاؤ۔ پس فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ۔ ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔

**اب سوال یہ ہے کہ کفّار کیوں مایوس ہو گئے؟ اس کا جواب یہ دیا کہ**

(1) دین مکمل کر دیا گیا ہے۔

## اِکمال دین سے مراد

**اِکمال دین سے مراد شریعت کا نزول اور اس کا قیام ہے کیونکہ عمل میں آ جانے سے دین مکمل ہوتا ہے۔** اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے طبّی مدارس کے سب طالب علم سرجری کی کتابیں تو پڑھتے ہی ہیں مگر کتابیں پڑھنے سے انہیں آپریشن کرنا نہیں آتا بلکہ عمل کرنے سے آتا ہے۔

ہمارے ملک میں ایک لطیفہ مشہور ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جو گزشتہ صدی میں پنجاب کے بادشاہ تھے ان کے دربار میں ایک دفعہ دِلّی کا کوئی حکیم آیا جو گو علمِ طبّ خوب پڑھا ہؤا تھا مگر اسے تجربہ ابھی حاصل نہیں تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ایک وزیر ایک مسلمان تھا جو طبیب بھی تھا اس لئے علاوہ وزارت کے طب کا کام بھی اس سے لیا جاتا تھا بلکہ اس پُر آشوب زمانہ میں اِسی فن کی وجہ سے وہ بچا ہؤا تھا۔ نو وارد طبیب نے وزیر سے اپنی سفارش کے لئے استدعا کی اور وزیر نے بوجہ اپنی شرافت کے اس سے انکار نہ کیا بلکہ مہاراجہ کی خدمت میں اسے پیش کر دیا۔ مگر ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ حضور علم طب ان حکیم صاحب نے خوب حاصل کیا ہؤا ہے اگر حضور نے پرورش فرمائی تو حضور کے طفیل انہیں تجربہ بھی حاصل ہو جائے گا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہت ذہین آدمی تھا فوراً حقیقت کو تاڑ گیا اور کہا کہ وزیر صاحب یہ دہلی سے آئے ہیں جو شاہی شہر ہے۔ ان کی قدر کرنا ہم پر فرض ہے۔ مگر کیا تجربہ کے لئے انہیں غریب رنجیت سنگھ کی جان ہی نظر آئی ہے؟ انہیں دس ہزار روپیہ انعام دے دو اور رخصت کرو کہ کہیں اور جا کر تجربہ کریں۔

یہ ایک لطیفہ ہے مگر اس میں یہ سبق ہے کہ **بغیر تجربہ میں آنے کے علم کسی کام کا نہیں ہوتا** اور شریعت کا علم اس سے باہر نہیں ہے۔ تو شریعت بھی جب تک عمل میں نہ آئے اس کی تفصیلات کا پتہ نہیں چلتا اور وہ مکمل نہیں ہوتی۔ پس اِتمام دین سے مراد یہ ہے کہ احکامِ دین نازل ہو جائیں اور پھر وہ عمل میں بھی آ جائیں۔

(2) اسی طرح فرمایا کفّار اس لئے مایوس ہو گئے ہیں کہ اِتمامِ نعمت ہو گیا اور **اِتمامِ نعمت اس طرح ہوتا ہے کہ فیوض جسمانی و روحانی کا کامل اِفاضہ ہو اور ہر دو انعامات حاصل ہو جائیں** اور جب کسی شخص کو کسی کام کا نتیجہ مل جائے تو وہ اس کے سچا ہونے میں شک کر ہی نہیں سکتا۔

اگر ایک کالج کی تعلیم کے بعد ڈگری مل جائے یا ایک محکمہ کی سروس کے بعد سرکار سے انعام مل جائے تو کون شک کر سکتا ہے کہ وہ کالج جھوٹا ہے یا وہ محکمہ فریب ہے۔ اسی طرح جب کسی دین پر عمل کرنے کے نتیجہ میں جسمانی اور روحانی دونوں فیوض حاصل ہونے لگیں اور اس طرح اتمامِ نعمت انسان پر ہو جائے تو کون اس کی سچائی سے انکار کر سکتا ہے۔

## نعمت کیا ہے؟

اب ہم قرآن کریم سے ہی دیکھتے ہیں کہ نعمت کیا ہے؟ قرآن کریم فرماتا ہے: وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّالَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ (المائدۃ:21) یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم پر کی کہ اس نے تم میں سے نبی بنائے اور پھر تمہیں بادشاہت بھی دی اور پھر تمہیں وہ تعلیم دی جو پہلے تمہیں معلوم نہ تھی۔

اس سے معلوم ہؤا کہ **نعمت سے مراد اجرائے نبوت، بادشاہت اور دوسرے مذاہب سے افضل تعلیم ہے** کیونکہ **جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ سے اجرائے نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ جَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا سے بادشاہت کا اور وَاٰتٰکُمْ مَّالَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ سے اس امر کا کہ ایسی تعلیم ملے جو دوسرے مذاہب سے افضل ہو اور انسان اس پر فخر کر سکے۔**

## سلطنت کا وجود بعض مذاہب کے لئے ضروری ہے

**اب اگر کوئی کہے کہ بادشاہت کیونکر مذہبی لحاظ سے دینی نعمت ہے؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ جن مذاہب میں شریعت کا دائرہ سیاسیات اور تمدّنی احکام تک وسیع ہوتا ہے ان کے لئے بادشاہت ضروری ہے۔** اگر بادشاہت نہ ہو تو ان احکامِ دین کا اجراء کس طرح ہو جو سیاسیات اور تمدّن وغیرہ سے متعلق ہیں۔

**پس یہاں بادشاہت سے مراد وہ بادشاہت نہیں جو دین سے خالی ہو۔ وہ تو ایک لعنت ہوتی ہے۔ یہاں بادشاہت سے مراد وہ بادشاہت ہے جو احکامِ شرعیہ کو جاری کرے۔** جیسے داؤدؑ کو بادشاہت ملی یا سلیمانؑ کو بادشاہت ملی اور انہوں نے اپنے عمل سے شریعت کے سیاسی اور تمدّنی احکام کا اجراء کر کے دکھا دیا۔ پس جس شریعت کے دائرہ میں تمدّنی اور سیاسی احکام ہوتے ہیں اسے لازماً ابتدا ہی میں بادشاہت بھی دی جاتی ہے کیونکہ اگر بادشاہت نہ دی جائے تو شریعت کے ایک حصّہ کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہو جائے۔

چنانچہ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ خدا نے بادشاہت عطا فرما دی تھی ہمیں جب کسی مسئلہ میں شبہ پڑتا ہے ہم یہ دیکھ لیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کس طرح کیا تھا۔ اس طرح سنّت ہماری مشکلات کو حل کر دیتی ہے۔ لیکن اگر بادشاہت آپؐ کو حاصل نہ ہوتی تو سیاسی، قضائی اور بہت سے تمدّنی معاملات میں صرف آپ کی تعلیم موجود ہوتی، آپؐ کے عمل سے اس کی صحیح تشریح ہمیں نہ معلوم ہو سکتی۔ پس یہ بات ضروری ہے اور سنّت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ایسی شریعت جو سیاست اور تمدّن پر حاوی ہو اس کے ابتدا ہی میں بادشاہت حاصل ہو جائے۔ پس جَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا سے مراد وہی بادشاہت ہے جو احکامِ دین کے اجراء کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے اور جس کا نِفاذ بسا اوقات غیر مأمور خلافت کے ذریعہ سے بھی کرایا جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا کہ تم کو مأمور خلافت، غیر مأمور خلافت اور افضل شریعت مل گئی اور یہ انعام ہے۔

**پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کہ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ (1) آپ کی اُمّت میں اجرائے نبوت رہے گا۔ (2) اجرائے خلافتِ حقّہ ہوگا۔ (3) اور آپ کو افضل تعلیم دی گئی ہے۔**

پھر آپؐ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کہ جو تعلیم تجھ پر نازل ہوئی ہے اس میں کسی کا دخل نہیں وہ لفظی الہام ہے اور ہم اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ **پس جس تعلیم کی حفاظت کی جائے اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آئندہ بھی افضل رہے گی۔** کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَانَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا (البقرۃ: 107) اگر کوئی کلام منسوخ ہو تو اس سے بہتر لایا جاتا ہے جس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جس کلام کو منسوخ نہ کیا جائے اس سے بہتر اور کوئی کلام نہیں۔

پس معلوم ہؤا کہ **قرآن کریم نہ صرف گزشتہ تمام الہامی کتابوں سے افضل ہے بلکہ ہمیشہ افضل رہے گا اور اس کی تنسیخ کا کبھی سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔**

قرآن کریم اور باقی الہامی کتب کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کابل میں بھی حکومت کے وہی شعبے ہیں جو حکومت برطانیہ کے شعبہ جات ہیں لیکن حکومتِ کابل کے مقابلہ میں حکومت برطانیہ زیادہ مضبوط اور زیادہ مفید کام کرنے والی ہے۔ اسی طرح گو باقی الہامی کتب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں مگر قرآن کریم کی تعلیم ان سب سے زیادہ اعلیٰ ہے اور ہمیشہ اعلیٰ رہے گی۔

## اسلام کا اِنقلاب عظیم

پس ان دو آیتوں سے اس اِنقلابِ عظیم کا پتہ لگ گیا جو اسلام کے ذریعہ سے ہؤا۔ یعنی (1) اجرائے نبوت (2) اجرائے خلافت (3) افضل تعلیم۔

**اگر کہا جائے کہ یہی لفظ موسیٰ کی نسبت آئے ہیں۔ پھر موسیٰ کی تعلیم سے یہ بڑھ کر کیونکر ہوئی؟**

تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَانَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا (البقرۃ: 107) جو تعلیم پہلی تعلیم کو منسوخ کر دے وہ اس سے بہتر ہوتی ہے۔ چونکہ محمدی تعلیم نے موسوی تعلیم کو منسوخ کر دیا ہے اس لئے اس کُلّیہ کے مطابق وہ اس سے افضل ہے۔

**اب سوال ہو سکتا ہے کہ یہ تو ہوئی نعمت۔ مگر آیت میں تو اِتمامِ نعمت کا ذکر ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے نعمت تو دی مگر اِتمامِ نعمت کیونکر ہوئی؟**

تو اِس کا جواب اِس آیت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (النساء:70) کہ وہ لوگ جو خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں شامل کرے گا۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ نزول شرائع کے بعد یہ نقص جو پیدا ہو جاتا ہے کہ لوگ شریعت کو بُھول جاتے ہیں اور تعلیم باوجود موجود ہونے کے بیکار ہو جاتی ہے اس سے گو کسی تعلیم کی افضلیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ خود بندوں کے اختیار میں ہوتا ہے کہ وہ اس پر عمل کریں یا نہ کریں لیکن چونکہ اس قسم کی بیماری کا خطرہ ہر وقت ہو سکتا ہے اس لئے ہم بتا دیتے ہیں کہ ایسے خطرہ کے اوقات میں اسلام کو باہر سے کسی کی امداد کی ضرورت نہ ہو گی بلکہ خود یہی تعلیم اپنے نقص کا علاج پیدا کر لے گی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا نقص خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی کے ذریعہ سے دُور ہو جائے گا۔

**اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ تعلیم کے بھول جانے کا علاج موسیٰ کے وقت میں بھی ہؤا۔ مگر اُس وقت باہر سے طبیب بھیجا جاتا تھا یعنی ایسا شخص کھڑا کیا جاتا تھا جو گو اُمّتِ موسوی میں سے ہی ہوتا مگر مقامِ نبوت اسے براہِ راست حاصل ہؤا کرتا تھا۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ جب کبھی اس میں کوئی نقص پیدا ہو، آپؐ کا کوئی غلام ہی اس نقص کو دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔** گویا آئندہ جو مرض پیدا ہو گا اس کا علاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہی نکل آئے گا۔‘‘

(انقلاب حقیقی، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 71 تا 75)


**THOMPSON & CO SOLICITORS**
**New Office in Morden**

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

**Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

# خطبہ جمعہ

اگر خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی اس بات پر بھی ایمان لازمی ہے کہ اس کے تمام احکام ہماری استعدادوں کے مطابق ہیں اور ہمیں ان پر اپنی تمام تر استعدادوں کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہر ایک کے عمل اور سمجھ کی جو استعداد کی حد ہے وہی اس کی نیکی کا معیار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ طاقت سے بڑھ کر کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا۔

ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو نماز بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ادا نہیں کرتے جو فرض ہے۔

جس طرح دنیا کے کاموں کے لئے کوشش ہوتی ہے اس سے بڑھ کر دین کے کام کے لئے کوشش ہونی چاہئے اور استعدادوں کو بڑھانے کی بھی کوشش ہونی چاہئے۔

ہمارے مربیان و مبلغین اور صاحبِ علم لوگ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کی استعدادوں کو بڑھایا ہوا ہے تو وہ ان کا صحیح استعمال بھی کریں اور اپنی استعدادوں سے کمزوروں کی استعدادوں کو علمی لحاظ سے بڑھانے کی کوشش کریں۔

مربیان اور مبلغین اور دوسرے واقفین زندگی جن کو دین کا علم ہے خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ کریں کہ لوگوں کی استعدادوں کو سہارے دے کر اوپر لائیں۔ کم از کم درجے سے اوپر کے درجوں کی طرف استعدادوں کو بڑھانے میں مدد دیں یا جن درجوں پر ہیں ان کے بھی جو مختلف معیار ہیں ان کو بھی بڑھانے کی کوشش کریں۔ یہ بات جہاں ترقی کرنے والے افراد کے ایمان و یقین میں اضافہ کرنے والی ہوگی وہاں جماعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرے گی۔

عہدیداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ جماعت کی علمی اور دینی ترقی کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی استعدادوں کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ اپنے اپنے لحاظ سے ہر ایک شخص کی استعدادوں میں اضافہ ہوتا رہے۔

اگر اس بات کو لے کر عہدیدار بھی اور جو بھی دوسرے ذمہ دار ہیں بیٹھے رہیں کہ ہم نے اپنے درس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس سنا دیا۔ یا لوگ خلیفۂ وقت کا خطبہ سن لیتے ہیں اس لئے بار بار ذاتی طور پر بھی اور مختلف مجالس میں بھی ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، یاددہانی کرانے کی ضرورت نہیں ہے تو وہ غلط ہیں۔ چاہے اس نیت سے بھی نصیحت سے رُکیں کہ اگر خلیفۂ وقت کی نصیحت کا اثر نہیں ہوا تو ہماری نصیحت کا کیا اثر ہوگا تب بھی غلط ہے۔ یاددہانی بہرحال ضروری ہے۔

ہم میں سے ہر ایک جہاں خود دین کے کام میں چُست ہو وہاں دوسروں کو بھی چُست کرنے کی کوشش کرے۔ اگر ہر ایک اس سوچ کے ساتھ کام کرے تو ہم نہ صرف دوسروں کی استعدادیں بڑھانے میں حصہ دار بن رہے ہوں گے بلکہ اپنی استعدادیں بھی اس سوچ کے ساتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ مَیں نے بھی ایک جگہ کھڑے نہیں رہنا، ترقی کرنی ہے اور دوسروں کو خیر مہیا کر کے پھر وہ اللہ تعالیٰ کے کئی گنا فضلوں کے بھی مستحق بن رہے ہوں گے اور یہ سوچ جماعت کی عمومی ترقی میں بھی ایک تغیّر پیدا کرنے والی بن جائے گی۔

محترمہ جنان العنانی صاحبہ آف شام حال ترکی اور مکرمہ حبیبہ صاحبہ آف میکسیکو کی وفات۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30 رجنوری 2015ء بمطابق 30 صلح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرۃ: 287) یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر ذمہ داری نہیں ڈالتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ وہ کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو انسانی طاقت سے باہر ہو، اس کی استعدادوں سے باہر ہو، اس کی قابلیت سے باہر ہو۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے احکام آتے ہیں جن پر عمل انسانی طاقت سے باہر نہیں تو پھر ان پر عمل کی ذمہ داری انسان پر عائد ہوتی ہے۔ ایک حقیقی مومن یہ عذر نہیں کر سکتا کہ فلاں حکم میری طاقت سے باہر ہے۔ اگر خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی اس بات پر بھی ایمان لازمی ہے کہ اس کے تمام احکام ہماری استعدادوں کے مطابق ہیں اور ہمیں ان پر اپنی تمام تر استعدادوں کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ حکم ہے تم اس پر عمل کر کے اس کے اعلیٰ ترین معیاروں کو ضرور حاصل کرنا ورنہ اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے تم سزا کے مستحق ٹھہرو گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ہر حکم پر عمل تمہاری استعدادوں کے مطابق ضروری ہے۔ اور جب ہم انسانی فطرت کا، انسان کی حالت کا جائزہ لیتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ ہر انسان کی حالت مختلف ہے۔ اس کی دماغی حالت، اس کی جسمانی ساخت، اس کا علم، ذہانت وغیرہ مختلف ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی کمزوریوں، اس کی حالت اور اس کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے احکامات میں ایسی لچک رکھ دی ہے جس کے کم سے کم معیار بھی ہیں اور زیادہ سے زیادہ معیار بھی مقرر ہیں۔ جب ایسی لچک ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میرے احکامات پر دیانتداری سے عمل کرو۔ پس یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے جو انسانی فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے دی گئی ہے۔ کسی کو اس اعتراض کی گنجائش نہیں

رہنے دی کہ اے اللہ! تُو نے میری فطرت تو ایسی بنائی ہے، میری حالت تو ایسی بنائی ہے اور احکامات اس سے مطابقت نہ رکھنے والے دیئے ہیں۔ حکم تو تُو مجھے یہ دے رہا ہے کہ اعلیٰ ترین معیار تیرے احکامات پر عمل کر کے قائم کروں اور میری جسمانی حالت یہ ہے کہ میں اس پر عمل اس معیار کے مطابق کر ہی نہیں سکتا یا میری ذہنی حالت نہیں یا میری اور کمزوریاں ہیں جو ان معیاروں کو حاصل کرنے میں روک ہیں، مَیں کس طرح اس پر عمل کر سکتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کہہ کر تمام عذر ختم کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بیشک اپنے احکامات، اپنی تعلیم پر عمل کا مکلّف ٹھہرایا ہے۔ اس کو کہا ہے کہ تم ضرور کرو مگر اس کا چھوٹے سے چھوٹا معیار رکھ کر اس پر عمل نہ کر کے مؤاخذہ سے بچنے والوں کا عذر نہیں رہنے دیا۔ فرما دیا کہ یہ معیار تمہاری حالت کے مطابق ہیں ان پر تو بہر حال چلنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''کوئی آدمی بھی خلاف عقل باتوں کے ماننے پر مجبور نہیں ہو سکتا۔ قویٰ کی برداشت اور حوصلے سے بڑھ کر کسی قسم کی شرعی تکلیف نہیں اٹھوائی گئی۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ اس آیت سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ایسے نہیں جن کی بجا آوری کوئی کر ہی نہ سکے۔ اور نہ شرائع و احکام خدائے تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے نازل کئے کہ اپنی بڑی فصاحت و بلاغت اور ایجادی قانونی طاقت اور چیستاں طرازی کا فخر انسان پر ظاہر کرے۔'' (پہیلیاں بوجھوانی شروع کر دے۔ مشکل باتیں بیان کر کے انسان پر یہ فخر ظاہر کرے۔) فرمایا: ''......فخر انسان پر ظاہر کرے اور یوں پہلے ہی سے اپنی جگہ ٹھان رکھا تھا کہ کہاں بیہودہ ضعیف انسان اور کہاں کا ان حکموں پر عمل درآمد؟ خدا تعالیٰ اس سے برتر اور پاک ہے کہ ایسا لغو فعل کرے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 62-61۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جو اعضاء دیئے ہوئے ہیں، جو طاقتیں دی ہوئی ہیں اس کے قویٰ کی برداشت اور طاقت کے مطابق اپنے احکامات پر عمل کرنے کی انسان سے توقع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی ہماری طرح نہیں ہے کہ اپنا رعب قائم کرنے کے لئے حکم دے دیئے۔ ان افسروں کی طرح جو اپنے ماتحتوں کو تنگ کرنے کے لئے بعض حکم دیتے ہیں اور نہ عمل کرنے کی وجہ سے ان کو ذلیل و رسوا کرتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت تو اپنے بندوں پر بیشمار ہے۔ انسان عمل کرے جن باتوں کے عمل کرنے کا حکم دیا ہے تو کئی گنا اجر دیتا ہے اور ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق اس سے عمل کی توقع رکھتا ہے اور بیشمار اجر دیتا ہے۔ پس کیا ایسا خدا جو اپنے بندوں پر اس قدر مہربان ہو اس کی باتوں پر عمل کرنے کی انسان کو اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش نہیں کرنی چاہئے؟ یقیناً ایک حقیقی مومن اس کے لئے کوشش کرے گا اور کرنی چاہئے۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''شریعت کا مدار نرمی پر ہے۔ سختی پر نہیں''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 404۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی ہر ایک سے اس کی استعدادوں کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔ شریعت نرمی اور آسانی دیتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے استعدادوں کے مطابق عمل کا کہہ کر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کی حد مقرر کر دی۔ یہ حد بندی کر دی۔ ہر ایک کی اپنی ذہنی اور علمی حالت کے مطابق انسانی عقلوں کی بھی حد بندی کر دی۔ کاموں کی بھی حد بندی کر دی سوائے اس کے کہ انسان ذہنی بیمار ہو یا پاگل ہو۔ چھوٹی سے چھوٹی عقل رکھنے والے کے لئے بھی اس کے مطابق عمل کا کہا ہے جو اس کی صلاحیتیں ہیں، جو اس کی استعدادیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہر انسان ایمان حاصل کرے۔ اس لئے اس نے چھوٹی سے چھوٹی عقل کا بھی معیار قائم کیا کہ جو جس کی صلاحیت ہے اس کے مطابق اس کو ایمان تو بہر حال حاصل کرنا چاہئے۔ اگر وہ چھوٹی سے چھوٹی عقل کا بھی معیار مقرر نہ کرتا پھر سب لوگ ایمان لانے کے مکلّف نہ ہوتے۔ ان پر لازمی نہ ہوتا کہ ضرور ایمان لائیں۔ صرف وہی اس کے مکلّف ہوتے جو عقل کے اونچے معیار کے ہیں جن کی صلاحیتیں اور استعدادیں بہت زیادہ ہیں۔ اگر کسی شخص کو کوئی بات سمجھ نہ آئے تو پھر اس پر عمل نہ کرنے کا الزام عائد نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ادنیٰ عقل سے لے کر اعلیٰ عقل تک مختلف درجوں کے لحاظ سے معیار رکھے ہیں۔ کوئی بڑا عقلمند ہے۔ کوئی کم عقلمند ہے۔ کسی میں زیادہ صلاحیتیں استعدادیں ہیں۔ کسی میں کم ہیں۔ دنیا داری کے معاملات میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ اسی دماغی رجحان اور حالت کے مطابق کوئی اعلیٰ کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ صلاحیت رکھتے ہوئے بہت آگے نکل جاتا ہے۔ کوئی درمیان میں رہتا ہے۔ کوئی بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔ پھر پیشوں کے لحاظ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی کسی پیشے میں آگے نکلنے کی صلاحیت رکھتا ہے کوئی کسی پیشے میں۔ تعلیم کے لحاظ سے کسی کا رجحان کسی مضمون کی طرف ہوتا ہے، کسی کا کسی طرف۔ تو یہ ایک فطری چیز ہے کہ رجحان مختلف کاموں کے کرنے اور ان میں کامیابی حاصل کرنے کی طرف لے جاتے ہیں۔ بہر حال کوئی انسان برابر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے برابر پیدا ہی نہیں کیا، نہ حالات اس کو برابر رکھ سکتے ہیں۔ انسانوں کی صلاحیتوں میں فرق ہوتا ہے۔ برابر مواقع بھی دیئے جائیں تو تب بھی کوئی آگے نکل جاتا ہے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے۔ عقل کے علاوہ بھی بعض عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ یہی حالت ایمان کی بھی ہے۔ جس طرح ظاہری طور پر ہوتا ہے اس طرح ایمان میں بھی یہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کی بھی یہی حالت ہے۔ اپنی اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق کوئی آگے نکل جاتا ہے، کوئی پیچھے رہ جاتا ہے۔ ہم یہ امید تو سب سے کر سکتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا ہے نہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ سب کا ایمان اور عمل کا معیار ایک جیسا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ تو فرماتا ہے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ قرآن کریم میں بھی ذکر ہے۔ کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ لیکن یہ مطالبہ قرآن کریم میں نہیں ہے کہ ہر ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مومن کیوں نہیں بنتے۔

ایک روایت میں آتا ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہے۔ اس نے پوچھا اس کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ اگر نفل پڑھنا چاہو تو پڑھ سکتے ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ماہ کے روزے رکھنا فرض ہے۔ اس نے پوچھا اس کے علاوہ بھی کوئی روزے فرض ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ ہاں نفلی روزے رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس پر اس نے پوچھا۔ اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی زکوٰۃ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ ہاں ثواب کی خاطر تم نفلی صدقہ دینا چاہو تو دے سکتے ہو۔ یہ باتیں سن کر وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا کہ خدا کی قَسم! نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس کو کامیاب سمجھو۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب الزکاۃ من الاسلام حدیث نمبر 46)

آپ نے اس کو فلاح پانے والا کہا اور یہ کہہ کر جنّت کی بشارت دی۔

پس اس بات سے پتا چلتا ہے کہ اسلام نے ہر ایک سے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ جیسے ایمان کا مطالبہ نہیں کیا۔ ہر ایک کے مختلف درجے ہیں۔ ہر ایک کی طاقتیں ہیں۔ ہر ایک کے ایمان کے معیار ہیں۔ حضرت ابوبکر زکوٰۃ کے علاوہ بھی گھر کا اپنا سارا مال اٹھا کے لے آتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سمجھتے ہیں آج مَیں آگے نکل جاؤں گا اور آدھا مال گھر کا لے آتے ہیں۔ لیکن جب دیکھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لے کر آئے ہوئے تھے۔ (سنن الترمذی ابواب المناقب باب نمبر 43 حدیث نمبر 3675)

تو یہاں بھی ہر ایک کے معیار ہیں۔ ہاں یہ بیشک ہے کہ ایسے اعلیٰ معیار کا مطالبہ ہر ایک سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن تحریص دلائی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ نوافل کا ثواب ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ نوافل فرائض کی کمی کو بھی پورا کرتے ہیں۔ ایمان و یقین میں اضافہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ حکم نہیں دیا گیا کہ ضرور ہر ایک کے لئے فرض ہے چاہے اس کی حالت ہے کہ نہیں کہ نفل ادا کرے۔ یعنی جو بھی فرائض میں داخل ہے صرف نفل نمازوں کے (معاملہ میں) نہیں بلکہ مالی قربانی کے لئے بھی، وقت کے لئے بھی۔ کیونکہ اعلیٰ درجوں پر عمل جو ہے اسلام میں قابلیتوں کی بنا پر ہے۔ اس لئے ہر ایک کے لئے فرض نہیں ہے اور چونکہ قابلیتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے کم سے کم قابلیت اور عقل جو سب میں ہوتی ہے اس کے مطابق مطالبہ کیا گیا ہے۔ ایمان کے اعلیٰ مدارج کا ہر ایک سے مطالبہ نہیں کیا گیا۔ جو (مدارج) کسی بھی اعلیٰ سے اعلیٰ ایمان رکھنے والے کے اپنے اعلیٰ معیار کے مطابق ہوں، کم سے کم ایمان رکھنے والے کا جو اعلیٰ ترین معیار ہے اس کو وہاں تک پہنچنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ پس یہ فرق ہے جو صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مطابق رکھا گیا ہے اور کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ: ''خدا تعالیٰ انسانی نفوس کو ان کی وسعت علمی سے زیادہ کسی بات کو قبول کرنے کے لئے تکلیف نہیں دیتا اور وہی عقیدے پیش کرتا ہے جن کا سمجھنا انسان کی حد استعداد میں داخل ہے تا اس کے حکم تکلیف مالا یطاق میں داخل نہ ہوں۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 432)

پس ہر ایک کے عمل اور سمجھ کی جو استعداد کی حد ہے وہی اس کی نیکی کا معیار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ طاقت سے بڑھ کر کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا۔

یہاں یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہمارے دل کی پاتال تک ہے، گہرائی تک ہے۔ کسی بھی قسم کا بہانہ اپنی کم علمی یا کم عقلی یا استعدادوں کی کمی کا اللہ تعالیٰ کے حضور نہیں چل سکتا۔ اس لئے اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے پھر اپنی استعدادوں کے جائزہ لے کر اپنے ایمان اور عمل کو پرکھنا چاہئے۔ یہی نہیں کہ تھوڑے سے تھوڑا معیار ہے تو بس ہمیں چھٹی مل گئی۔ کم از کم معیار بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا وہ یہ تھا کہ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اور ایک مرد کے لئے پانچ نمازیں باجماعت فرض ہیں۔ روزے فرض ہیں اور اگر مال پر قربانی یا زکوٰۃ لگتی ہے تو وہ بھی فرض ہے۔ پس یہ کم از کم معیار ہیں۔ پس ان معیاروں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے جائزے لے کر ہر ایک کو پرکھنا چاہئے۔

جیسا کہ میں نے کہا اس حدیث میں اس شخص نے کہا تھا کہ نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم تو وہ کم از کم معیار تھا جس کا اس نے اعلان کیا تھا۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو نماز بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق

ادانہیں کرتے جوفرض ہے جیسا کہ مَیں نے کہا مردوں کو باجماعت نماز فرض ہے۔

پس ہمیشہ یادرکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔جس طرح دنیا کے کاموں کے لئے کوشش ہوتی ہے اس سے بڑھ کر دین کے کام کے لئے کوشش ہونی چاہئے اور استعدادوں کو بڑھانے کی بھی کوشش ہونی چاہئے۔دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کمزور لوگ ہمیشہ اپنے لئے سہارے کی تلاش کرتے ہیں لیکن کیونکہ صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے بعض لوگ جن میں کچھ قابلیت ہو آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن بعض مزید سہارے کو چاہتے ہیں لیکن یہ نہیں ہوتا کہ وہ تھک کر اس لئے بیٹھ جائیں کہ ان کی صلاحیت ہی اتنی تھی۔ دنیاوی قانون میں تو ممکن ہوسکتا ہے کہ صلاحیت سے زیادہ کا وزن کسی پر ڈالا جا رہا ہو لیکن دین کے معاملات میں یہ نہیں ہے۔جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ کم از کم معیار کے بعد یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا کہ صلاحیت سے زیادہ کا بوجھ کسی پر لادا جا رہا ہو۔ہاں بعض باتوں کو سمجھنے کے لئے بعض سہاروں کی ضرورت پڑسکتی ہے۔جیسا کہ دنیاوی معاملات میں پڑتی ہے۔ان سہاروں کی طرف کمزور مومنوں کو رجوع کرنا چاہئے اُسی طرح جس طرح ایک کمزور طالب علم استاد سے بار بار کوئی سبق سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور استاد کی کوشش سے ان کے معیار بہتر ہو جاتے ہیں لیکن استاد مدد نہ کرے تو بالکل پیچھے رہ جاتے ہیں لیکن ایسے استاد جو مدد نہ کریں ان کے رویے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ استاد صحیح طور پر اپنے فرائض اور اپنا حق ادا نہیں کر رہے بلکہ اپنے کام سے خیانت کرنے والے استاد ہیں۔

یہاں مَیں دین کے لئے جو استاد مقرر ہیں ان کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں یعنی ہمارے مربّیان و مبلغین اور صاحب علم لوگ کہ اللہ تعالیٰ نے جواُن کی استعدادوں کو بڑھایا ہوا ہے تو وہ ان کا صحیح استعمال بھی کریں اور اپنی استعدادوں سے کمزوروں کی استعدادوں کو علمی لحاظ سے بڑھانے کی کوشش کریں کیونکہ یہ آپ کی طرف سے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کا شکرانہ ہوگا۔اگر اللہ تعالیٰ کی حقیقی رنگ میں شکر گزاری نہ ہو تو انسان گنہگار بن جاتا ہے۔

پس مربّیان اور مبلغین اور دوسرے واقفین زندگی جن کو دین کا علم ہے خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ کریں کہ لوگوں کی استعدادوں کو سہارے دے کر اوپر لائیں۔کم از کم درجے سے اوپر کے درجوں کی طرف استعدادوں کو بڑھانے میں مدد دیں یا جن درجوں پر ہیں ان کے بھی جو مختلف معیار ہیں ان کو بھی بڑھانے کی کوشش کریں۔یہ بات جہاں ترقی کرنے والے افراد کے ایمان و یقین میں اضافہ کرنے والی ہوگی وہاں جماعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرے گی۔

مبلغین اور مربیان کو تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ تمہارے علم کی وجہ سے تمہاری استعدادیں بڑھائی گئی ہیں ان کو اپنے بھائیوں کی استعدادیں بڑھانے کے لئے استعمال کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ۔ (آل عمران:105) اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے۔آجکل اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے کئی جامعات چل رہے ہیں جہاں سے دینی تعلیم حاصل کر کے مربّیان اور مبلغین نکل رہے ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ جماعت کی تربیت کی طرف بھی پوری توجہ دیں۔دینی علم انہوں نے صرف خاص موقعوں اور تقریروں یا مناظروں یا صرف چند افراد کو تبلیغ کرنے کے لئے نہیں سیکھا بلکہ مسلسل اپنے آپ کو اس کام میں مصروف رکھنا ہے۔یہ ان کے فرائض میں داخل ہے۔اپنوں کی تربیت بھی کرنی ہے۔ان کے ایمان و ایقان میں اضافے کے طریق بھی انہیں سکھانے ہیں۔ان کی استعدادوں کو بڑھانے کی بھی کوشش کرنی ہے اور دنیا کو خیر کی طرف بلانے کے نئے سے نئے راستے اور طریق بھی ایجاد کرنے ہیں۔بعض زیادہ تجربہ کار ہو جاتے ہیں۔یہ کہہ دیتے ہیں کہ کام نہیں ہے۔جو کام دیا جاتا ہے ہم اسے فوری طور پر بجالاتے ہیں۔لیکن یہ چیز غلط ہے۔صرف یہ بہانے ہوتے ہیں۔بعض اپنے کام کی طرف توجہ دینے کی بجائے اپنی گھریلو ذمہ داریوں کی طرف زیادہ توجہ دے رہے ہوتے ہیں۔بعض اپنی ذات پر ضرورت سے زیادہ توجہ دینے والے ہوتے ہیں چاہے وہ چند ایک ہی ہوں۔لیکن اگر ایسے نظر آتے ہیں تو چھوٹی سی جماعت میں بہت ابھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔ ہفتہ میں تین دن سٹوروں میں پھرتے رہتے ہیں۔مَیں صرف نئے آنے والوں کی بات نہیں کر رہا۔ان میں سے بہت سے اللہ کے فضل سے ایسے ہیں جو قربانی کے جذبے سے سرشار ہیں اور ابھی تک وہ ایک جذبے سے کام کر رہے ہیں اور اللہ کرے کہ وہ کام کرتے رہیں۔اکثریت اپنے وقت کا احساس بھی رکھتے ہیں۔جو پہلے جیسا کہ مَیں نے کہا تجربہ کار ہیں ان کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دینی علم کی جو استعدادیں بڑھائی ہیں ان کے فرائض جواُن پر عائد کئے ہیں ان کا اپنے طور پر بھی صحیح استعمال کریں اور افراد جماعت کی استعدادیں بڑھانے میں ایک اچھے استاد کی طرح ان کا استعمال کریں۔ دنیا میں کوئی بھی نظام ہو، اللہ تعالیٰ کو تو پتا تھا کہ نظام کو چلانے کے لئے مختلف قسم کے لوگوں کی ضرورت ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں جو اپنے ایمان اور دینی علم کی استعدادیں بڑھا کر پھر دنیا کی بھلائی کے لئے اسے استعمال کریں اور واقفین زندگی نے اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کیا ہے۔پس یہ علم اور یہ پیشکش اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس کا حق ادا کریں۔یہ صحیح ہے کہ اس علم کے سیکھنے اور سکھانے میں بھی سب برابر نہیں ہوسکتے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی صلاحیتیں ہیں۔جیسا کہ ہر ایک ایک جیسا نفع دوسروں کو نہیں پہنچا سکتا۔ دوسروں کی صلاحیتوں کو اجاگر نہیں کرسکتا۔ ہر ایک کی اپنی انفرادی صلاحیت دین کا علم سیکھنے اور سکھانے میں مختلف ہوتی ہے۔لیکن جتنی صلاحیت ہے، جتنی استعداد ہے اس کے استعمال کے تو اعلیٰ ترین معیار حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور جب ہر ایک اس طرح سنجیدگی سے کوشش کرے گا تو وہ جہاں اپنے کمزور بھائیوں کے لئے فائدہ مند ہوں گے وہاں جماعت کے معیار بھی بلند کرنے والے ہوں گے۔

پس واقفین زندگی اور خاص طور پر مربّیان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور افراد جماعت کی استعدادوں کے معیار بلند کرنے میں بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عہدیدار ہیں۔ افراد جماعت انہیں اس لئے عہدیدار بناتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جن افراد کو ہم کوئی عہدہ دینا چاہتے ہیں ان کی استعدادیں، ان کا علم، ان کی عقل ہم سے بہتر ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ منتخب کرنے والوں کی یہ سوچ ہونی چاہئے اور یہ سوچ رکھنا فرض کی ادائیگی کا کم از کم معیار ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کرتے۔اگر یہ کم از کم معیار عہدیدار منتخب کرتے وقت سامنے ہو تو کبھی کوئی ایسا عہدیدار منتخب نہ ہو جو صرف عہدے کے لئے منتخب کیا گیا ہو۔بہر حال عہدیداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ جماعت کی علمی اور دینی ترقی کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کریں ان کی استعدادوں کو بڑھانے کی کوشش کریں تا کہ اپنے اپنے لحاظ سے ہر ایک شخص کی استعدادوں میں اضافہ ہوتا رہے۔تربیت کا معاملہ ہے تو سیکرٹری تربیت اور صدر جماعت کے ساتھ باقی عاملہ کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے نمونے کے ساتھ دوسروں کی تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔مثلاً خطبات سننا ہے، درس سننا ہے، جماعتی پروگراموں میں شامل ہونا ہے تا کہ دینی اور علمی اور روحانی ترقی ہو۔ان فنکشنز (functions) پر لانا اور پھر ان خطبات وغیرہ اور جلسوں وغیرہ سے فائدہ اٹھا کر مستقل افراد جماعت کو یاددہانی کرواتے رہنا یہ عہدیداروں کا کام ہے۔ جہاں یہ مربیان کا فرض ہے وہاں عہدیداروں کا بھی کام ہے۔عاملہ کے تمام ممبران کا فرض ہے۔

بعض مربّیان جو ہیں بڑے اعلیٰ رنگ میں اس کام کو سرانجام دیتے ہیں۔میرے خطبے کے نوٹس بھی لیتے ہیں۔پھر اپنے درسوں میں، اپنی مجلسوں میں سارا ہفتہ کسی نہ کسی بات کو لے کر تلقین کرتے ہیں جس کا افراد جماعت پر بھی نیک اثر پڑتا ہے۔کئی لوگ مجھے اس کا اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ درس سن کے ہمارے دینی علم میں اضافہ ہوا۔فلاں عمل کو ہمیں صحیح طور پر کرنے کا طریق پتا چلا۔ہماری سستیاں دُور ہوئیں۔لیکن اگر اس بات کو لے کر عہدیدار بھی اور جو بھی دوسرے ذمہ دار ہیں بیٹھے رہیں کہ ہم نے اپنے درس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس سنا دیا۔یا لوگ خلیفۂ وقت کا خطبہ سن لیتے ہیں اس لئے بار بار ذاتی طور پر بھی اور مختلف مجالس میں بھی ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، یاددہانی کرانے کی ضرورت نہیں ہے تو وہ غلط ہیں۔ چاہے اس نیت سے بھی نصیحت سے رکیں کہ اگر خلیفہ وقت کی نصیحت کا اثر نہیں ہوا تو ہماری نصیحت کا کیا اثر ہوگا تب بھی غلط ہے۔یاددہانی بہر حال ضروری ہے۔پہلی بات تو یہ کہ بعض باتیں بعض لوگوں کو سمجھ ہی نہیں آتیں۔ میں خود بھی کوشش کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے الفاظ کو اپنے الفاظ میں بھی آسان رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کروں۔لیکن پھر بھی میں نے جائزہ لیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ یا جو وہ سمجھے وہ صحیح نہیں تھا۔اس لئے اگر وقتاً فوقتاً آسان انداز میں ہلکے پھلکے طور پر مجالس میں سمجھایا جاتا رہے تو کم استعداد والوں کو بھی سمجھ آ جاتی ہے۔

پس سہاروں کی بہر حال ضرورت پڑتی ہے اور ذمّہ دار لوگوں کا یہ کام ہے کہ کمزوروں کا سہارا بنیں۔بعض لوگ تو خود بھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔کئی لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہم نے خطبہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ سنا تو ہمیں مضمون سمجھ آیا۔لیکن ہر ایک خود توجہ نہیں دیتا۔اس لئے وہ لوگ جنہوں نے دین کی خدمت کے لئے وقف کیا ہے اور وہ لوگ جن پر یہ ذمہ داری ہے کہ کمزوروں کا سہارا بننے کی کوشش کریں ان کو بہر حال اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ابھی نماز باجماعت کی بات ہوئی ہے کہ مَردوں پر فرض ہے۔اکثر مَیں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔اس میں بھی اگر باقاعدہ آنے والے سہارا بننے کی کوشش کریں تو بہتری آسکتی ہے۔ضروری نہیں کہ عہدیدار ہی ہوں، عام آدمی بھی سہارا بن سکتا ہے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس موضوع پر بات کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا کہ ایک دن میں عشاء کی نماز پر مسجد میں آیا تو مَیں نے دیکھا کہ صرف دو صفیں تھیں۔قادیان کی بات ہے۔تو میں نے کہا کہ لوگ نماز پر آتے ہوئے ہمسایوں کو بھی ساتھ لے آیا کریں۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اگلے دن تعداد بڑھنی شروع ہوگئی۔اب جو نئے آنے والے تھے ان کو پتا ہے کہ نماز ضروری ہے۔یہ تو ہر ایک کو پتا ہے فرائض میں داخل ہے۔لیکن اس استعداد کی کمی تھی کہ اس اہمیت کو یاد رکھ سکیں یا سستی نے استعدادوں کو کم کر دیا تھا۔تو یاددہانیاں بھی استعدادوں کو چمکا دیتی ہیں یا ان کو بہتر کرنے کا موجب بنتی ہیں۔نمازوں میں حاضری بڑھنا بتاتا ہے کہ طاقت سے بڑھ کر تکلیف کی وجہ سے مسجد میں آنا روک نہیں تھا بلکہ سستی نے استعداد یا اہمیت کا اندازہ نہ ہونے دیا اور اس وجہ سے پھر استعداد کو زنگ لگ گیا اور آہستہ آہستہ وہ مسجد میں آنے میں سست

ہوگئے۔ پس ذرا سی کوشش سے سست لوگ اپنی غفلت دُور کر سکتے ہیں۔

اس لئے گزشتہ دنوں جب مَیں نے خاص طور پر بعض تربیتی کاموں کی طرف امام صاحب، عطاء المجیب راشد صاحب کو توجہ دلائی تو یہ بھی کہا تھا کہ یہ بھی افراد جماعت کو کہیں کہ ایک دوسرے کو مسجد میں لانے میں مدد کریں۔ یہاں اگر فاصلے زیادہ ہیں تو ہمسائے اپنی سواری بدل بدل کر استعمال کر سکتے ہیں تا کہ کسی پر پٹرول کے خرچ کا بوجھ بھی نہ پڑے۔ بعض لوگ پہلے بھی اس طرح کرتے ہیں۔ جلنگھم کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ صبح فجر کی نماز پر ان کے دوست دس منٹ پہلے فون کر دیتے ہیں کہ مَیں اتنے منٹ بعد پہنچ رہا ہوں۔ فجر کی نماز کے لئے تیار رہیں۔ اگر اس طرح آپس میں ایک دوسرے کو کہہ دیں تو مسجد کی حاضری کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر بات سے ہر ایک یکساں فائدہ نہیں اٹھاتا۔ یاددہانی کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہر ایک اپنی اپنی استعداد کے مطابق بات جذب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض خود کوشش کرتے ہیں۔ بعض سہارے تلاش کر کے بہتر ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض کے لئے خود سہارا بننا پڑتا ہے تا کہ جو افراد کی استعدادوں کی ترقی ہے وہ بھی حاصل ہو اور جماعتی معیاروں کی ترقی بھی حاصل ہو۔ اس لئے بہرحال نظام جماعت کو بھی اور افراد کو بھی جو بہتر ہیں، اپنا حق ادا کرنا چاہئے۔

توجہ کی بات ہو رہی ہے تو پھر خطبات میں بھی توجہ قائم رکھنی چاہئے۔ خطبوں کے دوران بعض دفعہ میں نے بھی دیکھا ہے، بعض خود بھی محسوس کرتے ہوں گے کہ بعض دفعہ لوگ اونگھ جاتے ہیں اور صرف اونگھ نہیں جاتے بلکہ اتنی گہری نیند میں چلے جاتے ہیں کہ جھٹکا کھا کر ساتھ والے پہ گرتے ہیں۔ اس بیچارے کو پھر ٹھوکر لگانی پڑتی ہے۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ پھر بعض ایسے بھی ہیں جن کی شنوائی کم ہوتی ہے۔ صحیح طرح سن نہیں سکتے۔ مطلب نہیں اخذ کر سکتے۔ بعض اپنی سوچوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے مختلف قسموں کے لوگ جو ہیں ان کے لئے صرف فرض کر لینا کہ انہوں نے خطبہ سن لیا یا تقریر سن لی اس میں کیا اثر ہو سکتا ہے۔ بہرحال ان کے لئے یاددہانی اور توجہ کی ضرورت ہے جیسا کہ مَیں نے کہا جو بعد میں کرائی جاتی رہنی چاہئے۔ جلسوں کے دوران تو شاید بعض لوگ اس لئے بھی نعرہ لگا دیتے ہیں کہ اردگرد بیٹھے ہوؤں کو اونگھتا ہوا دیکھتے ہیں یا اپنی نیند مٹانی چاہتے ہیں تو بہرحال تقریر سننا، خطبہ سننا، توجہ سے سننا، اسے جذب کرنا، اس پر عمل کرنا یہ سب باتیں ہر ایک کی اپنی اپنی استعدادوں پر منحصر ہیں اور اگر یاددہانیاں ہوتی رہیں تو استعدادیں بہتر ہوتی جاتی ہیں۔

پھر اسلام ہر مومن کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے ساتھ آگے بڑھانے کی کوشش کرے۔ صرف مربّیان یا عہدیداروں کا کام ہی نہیں ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا۔ نماز کے لئے لانے کی طرف یہ توجہ ضروری نہیں کہ دُور سے ہی لانا ہے۔ ہماری مسجدوں کے اردگرد جو قریب قریب ہمسائے رہتے ہیں وہ قریب رہنے والے بھی کوشش کریں۔ مسجد فضل کے نزدیک یا اس بیت الفتوح کے نزدیک جو لوگ ہیں وہ اگر ہمسایوں کو توجہ دلاتے رہیں تو حاضریاں بڑھ سکتی ہیں۔ اسی طرح باقی مساجد میں۔ اور یہ حقیقی اسلامی مؤاخات بھی ہے۔ ایک دوسرے سے بھائی چارہ اور محبت بھی ہے کہ ان کا خیال رکھا جائے۔ ان کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی مومنوں پر فرض کیا ہے کہ وہ جب آگے بڑھیں تو اپنے بھائیوں کو بھی بلائیں کہ آؤ اسے حاصل کرو۔ جو کمزور ہیں انہیں کھینچ کر اوپر لائیں۔ یہ کام کہ دوسروں کو کھینچ کا اوپر لانا یہ خود بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بنائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیر کی طرف لے جانے والا ثواب کا ویسا ہی مستحق ہوتا ہے جیسا کہ نیکی کرنے والا۔

(سنن الترمذی ابواب العلم باب ما جاء الدال علی الخیر کفاعلہ حدیث نمبر2670)

پس باجماعت نماز پڑھنے والے کو جہاں اپنی باجماعت نماز پڑھنے کا ستائیس گنا ثواب ملے گا وہاں وہ اپنے ساتھ لانے والے جتنے افراد ہوں گے ان کا بھی ثواب کما رہا ہوگا۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنے ساتھ تین اشخاص کو لے کر آتا ہے تو اس نماز میں اس کا ثواب ستائیس گنا کی بجائے ایک سو آٹھ گنا ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے بھی دیکھیں اپنے بندوں کو نوازنے کے کیا کیا انداز ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک جہاں خود دین کے کام میں چست ہو وہاں دوسروں کو بھی چست کرنے کی کوشش کرے۔ اگر ہر ایک اس سوچ کے ساتھ کام کرے تو ہم نہ صرف دوسروں کی استعدادیں بڑھانے میں حصہ دار بن رہے ہوں گے بلکہ اپنی استعدادیں بھی اس سوچ کے ساتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ میں نے بھی ایک جگہ کھڑے نہیں رہنا، ترقی کرنی ہے۔ اور پھر دوسروں کو خیر مہیا کر کے اللہ تعالیٰ کے کئی گنا فضلوں کے بھی مستحق بن رہے ہوں گے جیسا کہ میں نے حدیث سے بتایا۔ اور یہ سوچ جماعت کی عمومی ترقی میں بھی ایک تغیر پیدا کرنے والی بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی استعدادوں کو بڑھاتے چلے جانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے چلے جانے والے ہوں۔

آج بھی مَیں نمازوں کے بعد دو جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ایک محترمہ جنان العنانی صاحبہ کا ہے جو شام کی رہنے والی ہیں اور آجکل ترکی میں تھیں۔ 23؍جنوری 2015ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 11؍جنوری 1958ء کو پیدا ہوئیں۔ احمدیت سے قبل یہ سوچ کر کہ دنیا تو فانی ہے اس لئے خدا کی قربتیں تلاش کرنی چاہئیں انہوں نے بہت سے فرقوں کا مطالعہ کیا لیکن کہیں سکون نہ پایا۔ ہمیشہ بڑے درد سے خدا سے ہدایت کی دعا کرتی رہیں۔ آخر 1994ء میں ایم ٹی اے سے تعارف ہوا تو پروگرام لقاء مع العرب میں ان کا دل اٹک گیا۔ ان پروگرامز کو دیکھنے کے بعد پہلی مرتبہ انہیں سکون نصیب ہوا۔ پھر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں سوالات بھیجے جن کے جوابات لقاء مع العرب میں دیئے گئے۔ لقاء مع العرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جوابات سے یہ بہت متاثر ہوئیں اور 1995ء میں اپنے خاوند کے سامنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس فیصلہ میں ان کی بیٹی بھی ان کے ساتھ تھیں۔ گو انہیں اپنے والد کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تاہم ان کی نیکی، تقویٰ، حسن اخلاق، حسن اعمال کو دیکھ کر ان کے خاوند اور دیگر بچے بھی احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔

مرحومہ بڑی سادہ طبیعت کی خوش اخلاق، مخلص، نماز و تہجد کی پابند، رقیق القلب انسان تھیں۔ سب کی مدد کرتیں اور چھوٹوں بڑوں سے شفقت اور محبت سے پیش آتیں۔ مرحومہ نے شام اور ترکی میں لجنہ اماء اللہ اور بچوں کی تربیت کی اور انہیں نظام جماعت سکھانے اور خلافت کی محبت اور اس سے جڑے رہنے کی اہمیت ان کے دلوں میں راسخ کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ ایک لمبے عرصے تک وہاں کے ایک شہر کی صدر لجنہ اماء اللہ رہی ہیں پھر جب ترکی میں آئیں تو وہاں بھی انہیں صدر لجنہ سکندرون مقرر کیا گیا اور تادم آخر یہ اس فرض کو باحسن نبھاتی رہیں۔ اپنے پیچھے خاوند کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ سب کے سب بفضلہٖ تعالیٰ مخلص احمدی ہیں۔ مرحومہ موصیہ بھی تھیں۔ وصیت انہوں نے کی تھی لیکن شام کے حالات کی وجہ سے ان کا ریکارڈ گم گیا۔ بہرحال وصیت ان کی زیر کارروائی ہے۔ کارپرداز اس کی کارروائی کر لے اور وصیت منظور کر دے۔ مرحومہ کے بیٹے علی جبر صاحب کہتے ہیں کہ والدہ صاحبہ خود بھی نماز تہجد کا باقاعدگی سے التزام کرتیں اور تمام اہل خانہ کو بھی اس کی تلقین کرتیں۔ ہمیشہ کہتی تھیں کہ نیند کی لذت کو تہجد کے لئے جاگنے کے شوق سے بدل دو تا تم ثابت کر سکو کہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی اور اہم لذت خدا کی عبادت ہے۔ نیز فرماتیں کہ خدا سے محبت کے اظہار کا یہ طریق بھی اختیار کرو کہ وضو کر کے تیار ہو کر اذان کے انتظار میں بیٹھو جیسے تم کسی بہت ہی پیارے سے ملاقات کے لئے بےچینی سے انتظار کرتے ہو۔

محمد شریف صاحب ترکی سے لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود اور خلیفہ اور خلافت سے محبت کی پُرخلوص باتوں کا ضرور اثر ہوتا۔ ان کے پاس اگر کوئی بیٹھتا تو ہر وقت یہی باتیں کرتیں۔ بہت خواہشمند تھیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا اتریں۔ دوران گفتگو ان کی بات کی تان ہمیشہ قرآنی آیت یا حدیث نبوی یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر ٹوٹتی تھی۔

فاطمہ جمعہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ جب سے مَیں نے بیعت کی ہے مرحومہ نے ہمیشہ میرا خیال رکھا اور مجھے کبھی نہیں چھوڑا۔ جب کسی بچے کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ پڑھتے سنتیں تو تحفہ دے کر اس کی حوصلہ افزائی کرتی تھیں۔ فاطمہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ آخری بار جب ہم ملنے گئے تو مجھے کہا: میں تم لوگوں کو وصیت کرتی ہوں کہ تم ہر حال میں ہمیشہ خلیفۂ وقت کی بات ماننا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد اور نسل کو بھی ہمیشہ جماعت سے وابستہ رکھے۔ اسلام کی حقیقی خدمت کرنے والے بنائے جیسا کہ ان کی خواہش تھی کہ ان کی نسل میں ہمیشہ حقیقی اسلام قائم رہے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ حبیبہ صاحبہ میکسیکو کا ہے جو 19؍جنوری 2015ء کو سو سال سے زائد عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے جون 2014ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ مرحومہ نے ضعیف العمری میں اسلام قبول کیا مگر اس عمر میں بھی انہوں نے نماز سیکھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمازوں کی پابند تھیں۔ دعاگو، عبادت گزار، بکثرت ذکرِ الٰہی کرنے والی، خوش مزاج اور نیک خاتون تھیں۔ وفات سے قبل نماز ظہر ادا کی۔ زبان پر ذکر الٰہی جاری تھا تو اس دوران ہی ان کی وفات ہوگئی۔ آپ کی ولادت میکسیکو کی چیاپہ (Chiapa) سٹیٹ کے ایک گاؤں زکزو (Zaktzu) میں کیتھولک مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ ان کے والد اپنے علاقے کے معروف پادری تھے جنہوں نے کیتھولک چرچ سے علیحدگی اختیار کر کے پروٹسٹنٹ فرقہ اختیار کیا۔ 1981ء میں مذہبی مخالفت کی بنا پر قتل کر دیئے گئے۔ مرحومہ کے خاوندان کی جگہ اس فرقہ کے پادری مقرر ہوئے۔ 1996ء میں مرحومہ کے پوتے امام ابراہیم صاحب نے اسلام قبول کیا اور ان کی تبلیغ سے مرحومہ کے خاوند اور خاندان کے اکثر افراد نے احمدیت کو قبول کر لیا اور اب ان کے سب پوتے اور پوتیاں اور بچگان احمدی مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو ہمیشہ جماعت احمدیہ مسلمہ سے منسلک رکھے اور مرحومہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا

# حضرت مصلح موعودؓ کے حکمرانانِ وقت کے نام تبلیغی مکتوبات

غلام مصباح بلوچ (استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا)

خدائے سمیع الدعاء نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو جب زکی غلام، مصلح موعود، فضل عمر بیٹے کی بشارت دی تو اُسی پیشگوئی میں اُس کی بہت سی علامات بھی بیان فرما دیں۔ پھر اُس الہام کے علاوہ دیگر الہامات میں بھی اُس کی مزید صفات بیان کیں چنانچہ صاحبزادہ بشیر اول کی وفات پر جب حضور علیہ السلام نے سبز اشتہار شائع فرمایا تو اس میں خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے دو بڑے عظیم الشان طریقے بیان فرمائے اور دوسرا طریق رحمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(2)''دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین وائمہ واولیاء وخلفاء ہے تا اُن کی اقتداء وہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔......
اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اُس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے 10/جولائی 1888ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللّٰہ ما یشاء۔''

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 463-461 حاشیہ)

اس اشتہار میں حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے ہی تخم اور اپنی ہی ذریّت سے آنے والے اس موعود بیٹے کی مزید صفات وعلامات بتلائیں کہ وہ بیٹا مشیت ایزدی سے ''ائمہ و اولیاء وخلفاء'' میں سے ہوگا، ''جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا''۔ پس ایک تو یہ واضح صفات ہیں جو الہامات اور پیشگوئیوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان کردی ہیں لیکن الہام کے حصہ ''وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا'' میں یہ بھی بتا دیا کہ اس عظیم الشان اور اولوالعزم بیٹے کی صفات اتنی ہی نہ سمجھو جو ہم نے الہام میں بیان کردیں بلکہ جو صفات اس مسیح موعود و امام مہدی (علیہ السلام) میں ہیں ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِّاَبِیْہِ'' کے مطابق وہ بیٹا بھی اپنے عظیم الشان باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اُن صفات کو اپنے اندر پیدا کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جو حیرت انگیز اور عظیم الشان کام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں سرانجام دیے، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے انہی راہوں پر عمل کرتے ہوئے اُن کو آگے بڑھایا۔ ان میں سے کئی کام جُوئے شیریں لانے کے مترادف تھے لیکن جرأت اور اولوالعزمی کے سامنے وہ کٹھن راستے بھی دم توڑ گئے، ایسے ہی نمایاں اور قابل تحسین کاموں میں سے ایک کام والیان ریاست اور حکمرانوں کو تبلیغی خطوط لکھنا تھا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت کی ذی مقتدرت ہستیوں قیصر روم، کسریٰ شاہِ فارس، شاہ مصر اور شاہ حبشہ کو تبلیغی خطوط لکھے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی سنت نبویؐ کی پیروی میں اپنے وقت کی برسر اقتدار ہستیوں تک پیغام حق پہنچایا اور نواب آف بھوپال، امیر افغانستان اور ملکہ برطانیہ کو تبلیغی خطوط تحریر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے مامورین آسمانی بادشاہت کے نمائندہ ہوتے ہیں اور اُنہیں دنیاوی بادشاہتوں سے کچھ بھی سروکار نہیں ہوتا وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ اس عارضی دنیا کے ملوک ورؤساء اِس فانی دنیا کی عزت وافتخار کی بجائے اُس حقیقی مَلِک ومالِک کی قربت میں جگہ پائیں اسی لیے وہ ان دنیاوی بادشاہوں کو پیغام حق پہنچا کر فرائض منصبی سے سبکدوش ہوجاتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دنیا کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں، ہمیں ان کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں، ہمارے لئے آسمانی بادشاہت ہی ہے۔ ہاں نیک نیتی سے، سچی خیرخواہی سے بادشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہنچانا ضروری ہے۔''

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 265)

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

سب سے پہلے آپؑ نے 1892ء میں احتشام الملک ناصرالدولہ جناب نواب احمد علی خان صاحب (1854-1902ء) کے نام خط لکھا، جو ریاست بھوپال کی والیہ نواب سلطان شاہجہاں بیگم صاحبہ (1838-1901ء) کے داماد تھے جن کی شادی فروری 1874ء میں نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ آپ بھوپال کے آخری والی جناب نواب سر محمد حمیداللہ خان صاحب کے والد تھے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

''سو آپ پر واضح ہو کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر اس صدی چاردہم کی اصلاح اور دین کی تجدید اور اس زمانہ کے ایمان کو قوی کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور بہت سے آسمانی نشان مجھ کو دیے گئے ہیں جو منجملہ اُن کے تین ہزار کے قریب اب تک ظاہر ہو چکے ہیں اور مجھے حکم ہے کہ مَیں لوگوں پر ظاہر کروں کہ اُس کی طرف سے مسیح ابن مریم علیہ السلام کے نمونہ پر رحمت کے نمونے دکھلانے کے لیے آیا ہوں۔ جو شخص دل اور جان سے میرا ساتھ کرے گا اُس کا ایمان قوی کیا جائے گا اور گناہوں کی زنجیروں سے مخلصی پائے گا اور دنیا کی مشکلات اُس پر آسان کی جائیں گی اور خدا تعالیٰ کا خاص فضل اُس پر ہوگا۔

سو یہ میری طرف سے تبلیغ ہے اور محض پیغام ہے جو میں نے آپ کو پہنچا دیا ہے اور بطور نمونہ ایک کتاب رسالۂ آسمانی فیصلہ بھی اس کے ہمراہ بھیجتا ہوں اور اثر نصیحت خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔''

(اخبار الحکم قادیان 14 دسمبر 1919ء صفحہ 3)

1895ء میں آپؑ نے اُس وقت کے امیر افغانستان عبدالرحمان خان (وفات: اکتوبر 1901ء) کو تبلیغی خط تحریر فرمایا۔ یہ مکتوب فارسی زبان میں تھا۔ اصل مکتوب تو دستیاب نہیں ہو سکا لیکن اس کا اردو ترجمہ جو سرکاری ریکارڈ کے لیے رکھا گیا تھا، وہ محفوظ ہو گیا ہے۔ اس مکتوب میں حضور علیہ السلام نے امیر افغانستان کو فرمایا:

''اور اللہ کی قسم! مَیں اللہ کی طرف سے مامور ہوں۔ وہ میرے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے اور اُسی نے مجھے اس صدی کے سر پر دین کے تازہ کرنے کے لئے اٹھایا ہے ...... اس نے اپنے ایک بندہ کو اپنے وقت پر بطور مجدد پیدا کیا ہے۔ کیا تم خدا کے کام سے تعجب کرتے ہو اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور نصاریٰ نے حیات مسیح کے سبب فتنہ برپا کیا اور کفر صریح میں گر گئے۔ پس خدا نے ارادہ کیا کہ ان کی بنیاد کو گرا دے اور ان کے دلائل کو جھوٹا کرے اور ان پر ظاہر کر دے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ پس جو کوئی قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور خدا کے فضل کی طرف رغبت کرتا ہے پس اُسے لازم ہے کہ میری تصدیق کرے اور بیعت کرنے والوں میں داخل ہو۔ اور جس نے اپنے نفس کو میرے نفس سے ملایا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ کے نیچے رکھا، اس کو خدا دنیا میں اور آخرت میں بلند کرے گا اور اس کو دونوں جہان میں نجات پانے والا بنائے گا۔''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 587-579 روایت نمبر 617)

تیسرا مکتوب حضرت اقدس علیہ السلام نے 1897ء میں ملکہ برطانیہ Alexandrina Victoria (1819-1901) کے نام تحریر فرمایا جو ''تحفہ قیصریہ'' کے نام سے معروف ہے۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی:

''اے قادر توانا! ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک اور دعا کے لیے تیری جناب میں جرأت کرتے ہیں کہ ہماری محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھڑا کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر اس کا خاتمہ کر۔ اے عجیب قدرتوں والے! اے عمیق تصرفوں والے! ایسا ہی کر۔'' (تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 290)

پس یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ مسلمانان ہندوستان میں سے یہ سعادت و جرأت صرف اور صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو نصیب ہوئی کہ اس وقت کی سب سے بڑی سلطنت کے سربراہ کو پیغامِ اسلام پہنچایا۔

..........

آپؑ کی وفات کے بعد جب بشارات الٰہیہ کے تحت خلافت حقہ کا سلسلہ چلا تو اللہ تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی کے طور پر اسی موعود بیٹے کو چنا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ پہلے ہی یہ بتا چکا تھا کہ ''وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا''۔ ''اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا'' ......اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی کہ دوسری قسم رحمت کی (یعنی ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیاء وخلفاء) کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا، جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک ذریّت میں سے آپؓ کے ذریعے ہی ''ائمہ واولیاء وخلفاء'' والی رحمت کا دروازہ کھولا۔ چونکہ آپ حسن واحسان میں اپنے عظیم الشان باپ کے نظیر تھے لہٰذا آپ ایک سعادت مند بیٹے کی طرح انہی راہوں پر گامزن ہوئے جن پر کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام چلانا چاہتے تھے۔ حسن واحسان میں نظیر ہونے کے لحاظ سے بہت سے پہلو ہیں، مضمون ہذا میں صرف اس پہلو کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ آپؓ نے بھی حضرت اقدس علیہ السلام کی طرح وقت کے حکمرانوں اور رؤساء کو تبلیغی خطوط لکھے اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا کر حجت قائم کی۔ یہ مکتوبات جہاں اُن حکمرانوں کو تبلیغ تھی وہاں دوسروں کے لیے بھی ایک قیمتی علمی خزانہ ہے جو ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوگیا ہے۔ خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا اس ضمن میں فرمان ہے:

**''ہمارا یہ یقین ہے کہ ہر ایک تصنیف جو بانی سلسلہ احمدیہ نے کی ہے یا ان کے خلفاء کی طرف سے کی گئی ہے یا کی جائے گی، خدا تعالیٰ کی طرف سے خلعت دوام پائے گی اور اس سلسلہ کی روزانہ بڑھنے والی تعداد اسے ہمیشہ کے لیے بطور یادگار محفوظ رکھے گی۔''**

(تحفہ لارڈ اِرون، انوار العلوم جلد نمبر 12 صفحہ 36)

..........

## نواب میر عثمان علی خان بہادر نظام آف حیدرآباد دکن کو تبلیغ

جناب میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ ہفتم (پیدائش: اپریل 1886 - وفات: فروری 1967ء) برّصغیر کی سب سے بڑی اسلامی ریاست حیدرآباد دکن کے آخری نظام یا حکمران تھے جو 1911ء تا 1948ء نظام دکن رہے۔ ایک وقت تھا کہ آپ دنیا کے امیر ترین شخص تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے فوراً بعد ایک رؤیا کی بناء پر آپ کے نام جون 1914ء میں کتابی شکل میں یہ مکتوب بعنوان ''تحفۃ الملوک'' جماعت احمدیہ کے چار کبار بزرگان کے ہاتھ بھجوایا جس میں ضرورت امام کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق آگاہ کیا۔ بحیثیت خلیفہ یہ آپؓ کی پہلی تصنیف تھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ''مکرم و معظم جناب نواب صاحب (اَدَامَ اللّٰہُ مُلْکَکُمْ وَ زَادَ حَشْمَتَکُمْ)'' کے الفاظ سے مکتوب کا آغاز فرماتے ہوئے نظام آف حیدرآباد دکن کو لکھا:

''مجھے اس مکتوب کے لکھنے کی تحریک ایک رؤیا کی بناء پر ہوئی ہے ... میں نے مناسب سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم رؤیا میں جناب تک ایک امر حق پہنچانے کی جو مجھے تحریک فرمائی ہے عالم بیداری میں اس تحریک کو پورا کردوں۔'' (تحفۃ الملوک، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 84)

حضور رضی اللہ عنہ نے آخر پر تحریر فرمایا:

''یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اس مبارک زمانہ میں پیدا کیا ورنہ لاکھوں بزرگ اور علماء اور امراء اس بات کی حسرت کرتے ہوئے مر گئے کہ کسی طرح ان کو مسیح موعود کا زمانہ ملے۔ گو مسیح موعود فوت ہو چکے ہیں مگر ان کے دیکھنے والے موجود ہیں پس یہ زمانہ غنیمت ہے۔ وہ دن آتے ہیں جبکہ زبردست بادشاہ اس خدا کے مُرسَل کے سلسلہ میں داخل ہوں گے لیکن مبارک ہے وہ جو سب سے پہلے اس نعمت کو حاصل کرتا ہے کیونکہ کوئی زمانہ آئے گا جبکہ اپنی بادشاہتیں دے کر خواہش کریں گے کہ ہمیں بھی وہ فضیلت حاصل ہوجائے جو مسیح موعود کے قریب کے لوگوں کو حاصل تھی۔

آخر میں مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سینہ کھول دے اور آپ کو میری باتوں پر غور کرنے کی توفیق دے...... مَیں نے ایک حکم کے ماتحت جناب کو مخاطب کیا ہے اور مَیں یقین کرتا ہوں کہ مجھے لغو حکم نہیں دیا گیا ضرور ہے کہ جلد یا بدیر میری یہ تحریر کوئی عظیم الشان نتیجہ پیدا

کرے گی...‘‘

(تحفۃ الملوک، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 143,144)

## والیہ بھوپال نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ کے نام تبلیغی خط

نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ (1858-1930ء) ریاست بھوپال کی والیہ تھیں جنہوں نے اپنی والدہ نواب سلطان شاہ جہاں بیگم صاحبہ (1838-1901ء) کی وفات کے بعد ریاست بھوپال کا تخت سنبھالا اور 1926ء تک بھوپال کی والیہ رہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے سر حمید اللہ خان صاحب (1894-1960ء) ریاست بھوپال کے آخری والی تھے۔ آپ کے خاوند نواب احمد علی خان صاحب (1854-1902ء) تھے جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1892ء میں تبلیغی خط لکھا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ کو 16ر ستمبر 1914ء کو ایک تبلیغی خط لکھا جس کے آخر پر والیہ بھوپال کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا پیغام پہنچاتے ہوئے تحریر فرمایا:

’’مَیں آپ کو اس صداقت کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعودؑ کے ذریعہ دنیا میں قائم کی ہے اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ حق کو دریافت کرنے کے لئے پورے غور اور تدبّر سے کام لیں گی اور اگر آپ چاہیں تو مَیں اس سلسلہ کے کچھ علماء چند دن کے لئے آپ کی خدمت میں بھیج دوں تا کہ وہ دس یا پندرہ روز رہ کر سلسلہ کے مفصّل حالات اور حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ اور اس کے دلائل جناب کے سامنے بیان کریں کیونکہ اس طرح آپ کو حق ... میں تمیز کرنے میں سہولت ہوگی، بہتر ہو کہ جناب اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر فرماویں تا کہ وقت مقررہ پر وہ لوگ بھوپال پہونچ جائیں۔

.... اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو صداقت و ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دے اور اپنے پاک بندوں میں شامل فرمائے، آمین ثم آمین۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز مئی 1941ء صفحہ 7-12)

## Charles Hardinge
## وائسرائے آف انڈیا کے نام خط

Charles Hardinge, چارلس ہارڈنگ 1st Baron Hardinge of Penshurst, (1858–1944ء) برطانوی ڈپلومیٹ تھے جو 1910ء میں انڈیا کے وائسرائے اور گورنر جنرل (Viceroy and Governor-General of India) مقرر ہوئے اور 1916ء میں اس عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ان کی سبکدوشی کے موقع پر ان کو ایک خط لکھا:

"To His Excellency The Right Hon. Baron Hardinge of Penshurst ........ Viceroy and Governor-General of India,

Your Excellency,

As the Second Successor of the Promised Messiah, Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, and the leader of the Ahmadiyya Community founded by him, I beg leave to approach Your Excellency on the eve of your departure from this land of your labours with an expression of gratitude and good-will on behalf of myself and of the community which I have the honour to represent.

The Founder of the movement, my illustrious father of blessed memory, claimed to be the prophet of the latter days whose advent was expected under different names by all the religions of the world....

It is the creed of the movement that the religion of the Quran is the only panacea from all human ills and it was the Divine Mission of the Founder of the movement to teach the world the true interpretation of the Holy Quran. The movement has, therefore, undertaken as one of its foremost duties to publish an authentic translation of the Quran for the benefit of the English reading public. The first part of the work has just been out; and two copies of the same together with two copies of the Teachings of Islam -- as the most cherished gift of a Muslim, I beg to present herewith to Your Excellency in token of fealty and good-will for the use of Your Excellency and that of the Rt. Hon'ble Lady Violet Hardinge....

(The Review of Religions, Qadian, March 1916 page 145-147)

وائسرائے آف انڈیا کے سیکرٹری J.H. DuBoulay نے جواباً شکریہ کا خط لکھتے ہوئے لکھا:

"I am desired to acknowledge with thanks your letter ... together with two copies of your English translation of the Quran and two copies of "The Teachings of Islam."

I have duly laid these before the Viceroy who asks me to send you his thanks and those of his daughter for your gift, which he has great pleasure in accepting."

## پرنس آف ویلز (Prince of Wales) کے نام تبلیغی خط

پرنس آف ویلز Edward Albert Christian George Andrew Patrick David (1894 – 1972) برطانوی بادشاہ George V اور Queen Mary کے سب سے بڑے بیٹے تھے جو 1910ء میں Prince of Wales کے لقب سے ملقّب ہوئے۔ جنوری 1936ء میں اپنے والد کی وفات پر برطانیہ کی بادشاہت کا تاج پہنا لیکن اسی سال دسمبر کے مہینے میں چرچ آف انگلینڈ سے اختلاف کر کے تخت سے دستبردار ہوگئے اور Duke of Windsor کہلائے۔ یہی Edward VIII 1921ء میں بطور شہزادہ ویلز ہندوستان کے دورے پر آئے۔ اس موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ’’تحفہ شہزادہ ویلز‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں حکومت وقت سے وفاداری کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے مختصر حالات، سلسلہ احمدیہ کی تعلیم، تاریخ اور اس کے قیام کی غرض پر روشنی ڈالنے کے بعد شہزادہ ویلز کو دعوت الی الاسلام بھی دی ہے۔ فروری 1922ء کو جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے گورنمنٹ پنجاب کے توسط سے پرنس کی خدمت میں ایک ایڈریس کے ساتھ یہ کتاب تحفۃً پیش کی۔

حضورؓ نے تسمیہ کے بعد ’’ہمارے ملک معظم کے شہزادہ اور مملکت برطانیہ کے ولی عہد!‘‘ کے الفاظ میں پرنس آف ویلز کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’میرے مکرم شہزادہ! یہ تحفہ ان چیزوں سے بنا ہوا نہیں جو زمین کی ہیں اور جن کے متعلق ڈر رہتا ہے کہ چور اِن کو چُرا لے جائے یا زمین کے کیڑے اس کو کھا جائیں، نہ یہ تحفہ ایسا ہے کہ جو آپ کے والد مکرم کے وسیع خزانوں میں ملتا ہو بلکہ یہ تحفہ ایسا نایاب ہے کہ اس وقت دنیا کے تمام بادشاہوں کے خزانے اس سے خالی ہیں اور بڑے بڑے بنکوں کی مجموعی دولت اس کے خریدنے سے قاصر ہے.... یہ مرنے کے بعد بھی انسان کے ساتھ جاتا ہے اور اس جہان میں نہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی کام آتا ہے۔‘‘

(تحفہ شہزادہ ویلز، انوار العلوم جلد نمبر 6 صفحہ 460)

اور کتاب کے آخر پر دنیا کے اس بڑے شہزادے کو روحانی بادشاہت کے سب سے بڑے تاجدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف دعوت دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

’’اے شہزادۂ بالا بخت!.... ہم آپ کو اس صداقت کی دعوت دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف آج سے تیرہ سو سال پہلے بھیجی اور جس کے قیام اور جس کے پورا کرنے کے لئے اس نے اِس وقت مسیح موعودؑ کو نازل کیا ہے۔ بے شک مسیحی اقوام کے لئے یہ نہایت تلخ ہے کہ وہ انیس سو سال تک انتظار کرنے کے بعد مسیح کے وجود کو دوسرے کسی مذہب کے پیروؤں میں پائیں اور ان کی حمیت اور غیرت کو اس سے صدمہ پہنچتا ہے مگر مبارک وہی ہے کہ جو خدا کی مرضی کو قبول کرے اور اس کی حکمتوں پر اعتراض نہ کرے اور اپنی عزت اور اپنی غیرت اور اپنی خواہش پر اس کی رضا کو مقدم کرے....

اے شہزادہ ویلز! ہم بصد محبت و اخلاص آپ کو اس امر کی اطلاع دیتے ہیں ہم نے آپ کے لئے دروازہ کھول دیا ہے، دنیا کی باتوں کی پرواہ نہ کیجیے، آگے بڑھیے اور زمین و آسمان کے بادشاہ، پہلوں اور پچھلوں کے بادشاہ اور اس جہان اور دوسرے جہان کے بادشاہ کے بلاوے کو قبول کرتے ہوئے اس کے گھر میں داخل ہو جایئے اور اس کی دعوت سے حصہ لیجیے

أَهْلًا وَ سَهْلًا وَ مَرْحَبًا

(تحفہ شہزادہ ویلز، انوار العلوم جلد نمبر 6 صفحہ 525-533)

اس کتابی تحفہ کے ملنے پر پرنس آف ویلز کے چیف سیکرٹری Sir Geoffrey Fitz-Hervey de Montmorency (1876-1955) نے پرنس کی طرف سے شکریہ کا خط لکھا۔

## امیر امان اللہ خان صاحب آف افغانستان کے نام تبلیغی مکتوب

امیر امان اللہ خان صاحب (1892-1960ء) افغانستان کے بادشاہ تھے جو اپنے والد امیر حبیب اللہ خان (1872-1919ء) کے بعد افغانستان کے امیر بنے۔ یہ پہلے امیر تھے جنہوں نے افغانستان میں مغربی اطوار پر جِدّت لانے کی کوشش کی لیکن اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ جنوری 1929ء میں امیر امان اللہ صاحب اپنے عہدہ سے دستبردار ہوگئے اور برٹش انڈیا میں منتقل ہوگئے جہاں سے یورپ چلے گئے اور وہیں سوئٹزرلینڈ میں 1960ء میں وفات پائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1922ء میں ایک ضخیم کتاب کی شکل میں امیر امان اللہ خان کے نام ایک مکتوب رقم فرمایا جس میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت اعلیٰ اور حسین پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ اس مکتوب کا آغاز فرمایا:

’’از طرف عبداللہ الضعیف میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح و امام جماعت احمدیہ بطرف اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خان بہادر بادشاہ افغانستان و ممالک محروسہ‘‘

اس کے بعد قرآن، حدیث و تفاسیر کے لگ بھگ اڑھائی سو حوالوں کی مدد سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ دلائل تفصیل سے بیان فرمائے ہیں:

(1) ضرورت زمانہ (2) شہادت حضرت سیدالانبیاء ﷺ (3) آفتاب آمد دلیل آفتاب (4) غلبہ اسلام بر ادیان باطلہ (5) تجدید دین (6) نصرت الٰہی (7) دشمنوں کی ہلاکت (8) سجدہ ملائکہ (9) علومِ آسمانی کا انکشاف (10) اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم غیب پر اطلاع (11) اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے عشق (12) آپؑ کی قوت احیاء

اور آخر پر امیر افغانستان کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا:

’’اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل روز روز نہیں آیا کرتے اور خصوصًا اس قسم کے عالی شان مُرسل کہ جس قسم کا مسیح موعودؑ ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کسی شخص کی نسبت اس قدر بشارات مروی نہیں جس قدر کہ اس کی نسبت۔ پس اس سے بڑے آدمی کی آمد کی ہمیں امید نہیں ہوسکتی۔ وہ نبی کریمؐ کی امت کے لئے خاتَم الخلفاء ہے اور اس کے بعد قیامت کے زمانے ہی کا انتظار کیا جا سکتا ہے۔ پس اس کے زمانے کا ایک ایک دن قیمتی ہے اتنا قیمتی کہ دنیا وَمَا فیھا اس کے مقابلے میں حقیر اور ذلیل ہے اور خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس کی قدر کو سمجھتا ہے اور اس پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو پا گیا اور عبودیت کا راز اُس پر کھل گیا۔‘‘ (دعوۃ الامیر، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 593)

## وائسرائے آف انڈیا Lord Irwin کے نام تحفہ لارڈ ارون

لارڈ اِرون جن کا اصل نام Edward Frederick Lindley Wood (1881-1959ء) تھا، برطانیہ کی معروف اور اعلیٰ سیاسی شخصیت تھیں۔ آپ 1925ء تا 1931ء انڈیا کے وائسرائے اور گورنر جنرل رہے۔ آپ کے دور میں انڈیا میں سیاسی لحاظ سے بہت ہلچل رہی۔ سائمن کمیشن، نہرو رپورٹ، آل پارٹیز کانفرنس، قائداعظم کے چودہ نکات، سول نافرمانی تحریک اور گول میز کانفرنس وغیرہ سب اسی دور کے واقعات ہیں۔ بہرحال ہندوستان کی آزادی میں لارڈ اِرون کی بھی خدمات ہیں۔ آپ اپریل 1931ء میں اپنے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ اِسی موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ’’تحفہ لارڈ اِرون‘‘ نام سے کتابی شکل میں ایک مکتوب لکھا جس کا انگریزی ترجمہ حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحبؓ نے کیا اور جماعت

احمدیہ کے تین بزرگان پر مشتمل ایک وفد نے یہ تحفہ لارڈ اِرون کو پیش کیا۔ حضورؓ نے اس کتاب میں تین ابواب باندھے ہیں: (1) لارڈ اِرون کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف (2) گزشتہ صحیفوں میں درج اسلام اور احمدیت کے متعلق پیشگوئیاں درج کر کے دعوت الی الاسلام (3) احمدیت کا تعارف، عقائد اور غرض و غایت۔

حضور رضی اللہ عنہ وائسرائے کو اسلام احمدیت کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’یور ایکسیلنسی! .... جس طرح آج سے انیس سَو سال پہلے ایک خدا کے برگزیدہ سے تعلق نے دنیوی لحاظ سے ادنیٰ حیثیت کے آدمیوں کو شُہرت وعزت کے بلند ترین مینار پر جا کھڑا کیا اسی طرح اِس وقت بھی اس کے مثیل کے ساتھ تعلق انسان کو بلند ترین مقامات پر پہنچانے کا موجب ہوا ہے اور ہوگا....

یور ایکسیلنسی! آپ کو اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی دعوت دینے کے بعد اور یہ بتانے کے بعد کہ سلسلہ احمدیہ ان پیشگوئیوں کو پورا کرتا ہے جو انا جیل میں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق مذکور ہیں، اختصار کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کیا ہے تا کہ آپ اس کے مقصد اور اس کی غرض سے واقف ہو جائیں۔‘‘

(تحفہ لارڈ اِرون، انوار العلوم جلد نمبر 12 صفحہ 47)

یہ خط وصول ہونے پر Lord Irwin نے شکریہ کا خط لکھا بلکہ اس کتابی تحفہ کی صندوقچی (casket) کے بارے میں لکھا: ’’یہ ان تمام کاسکٹوں سے جو میں نے آج تک دیکھے ہیں، بے نظیر ہے۔‘‘

بادشاہوں کو خطوط لکھنا اور وہ بھی دینی اغراض سے، ناممکن نہ سہی لیکن مشکل کام ضرور ہے کیونکہ وہ اپنی ہی دنیا میں مگن ہوتے ہیں اور دوسروں پر حکم چلانے کے عادی ہوتے ہیں اور مذہبی موضوعات پر گفتگو کرنا یا سننا ان کا مزاج نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو دین کا وعظ و نصیحت کرنا نہایت جرأت اور حوصلے کو چاہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ جرأت اور حوصلہ اسی جری اللہ کے موعود بیٹے کو عطا کیا جس کے متعلق وہ پہلے ہی بتا چکا تھا کہ ’’وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا‘‘۔ جو جھوٹا ہو اس میں نہ ایسی جرأت ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ اولوالعزمی۔

جہاں منکرین خلافت نے اُس موعود بیٹے کی خلافت کا انکار کر کے اور امام زمانہ کا مقام و مرتبہ کم کر کے پھر مداہنۃً یا مصلحۃً اُس کا نام چھپا کر اپنی انجمن کو چلانے کی ناکام کوشش کی وہاں اُس موعود اولوالعزم بیٹے نے حضرت اقدسؑ کا نام چھَپا چھَپا کر شاہانِ وقت کے درباروں تک اس کی صدائیں بلند کرنے کے علاوہ اکنافِ عالم میں اس کے پاک سلسلہ کی ایسی شاخیں قائم کیں کہ آج وہ تناور درخت بنی ہوئی ایک طرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کا اعلان کر رہی ہیں اور دوسری طرف خلافت احمدیہ کی صداقت کا بھی مظہر بنی ہوئی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی پیشگوئی بابت مصلح موعود مندرجہ 20 رفروری 1886ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں منکرین کو انتباہ فرمایا ہے:

’’اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو، اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اِس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں، جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔‘‘

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

# دارالحکومت Bamako میں منعقدہ انٹرنیشنل میلے Febak میں احمدیہ بک سٹال۔

# ریڈیو، ٹی وی، اخبارات میں احمدیہ بکسٹال کی وسیع پیمانے پر تشہیر

## ساٹھ ہزار کی تعداد میں لٹریچر کی تقسیم۔ متعدد اہم شخصیات سمیت پچاس ہزار سے زائد افراد کا احمدیہ سٹال کا وِزٹ

(رپورٹ: محمود ناصر ثاقب۔ امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ مالی)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجامکار

دنیا کی ہر قوم و ملّت کی سعید روحوں کو مسیح آخر الزمان کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے تمام احمدی مرد و زن اپنے پیارے آقا کی زیر قیادت تبلیغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور یہ زندگی بخش پیغام پہنچانے کے لئے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جہاں جماعت احمدیہ مالی جماعت کے گیارہ ایف ایم (FM) ریڈیوز کے ذریعہ سارے ملک میں پیغام اسلام و احمدیت کی نشر و اشاعت کا کام کر رہی ہے جس سے ہزاروں سعید روحوں کو معرفت حق مل رہی ہے وہاں دیگر تمام ذرائع تبلیغ و تربیت بھی بروئے کار لا رہی ہے۔ اس سال 15 جنوری سے 25 جنوری 2015ء تک مالی کے دارالحکومت باماکو (Bamako) میں ایک بہت بڑے انٹرنیشنل میلے Febak کا انعقاد ہوا۔ جماعت احمدیہ مالی نے اس میں 18 مربع میٹر کے دو سٹینڈ کرایہ پر لئے۔ ان میں قرآن مجید کے ترجمہ کو نمائش کے لئے رکھا گیا۔ ٹی وی ڈسپلے کے ساتھ مسلسل ویڈیوز چلائی جاتی رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء اقدس کی تصاویر ہر آنے والے کے لئے نمایاں لگائی گئیں۔ اسی طرح کتب کی فروخت کا بہترین انتظام کیا گیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گیارہ دنوں میں 6.136.610cfa (10541$) کی کتب فروخت ہوئیں۔ ہمارے سٹینڈ کو پچاس ہزار سے زائد لوگوں نے وزٹ کیا۔ نیشنل ٹی وی پر چھ دفعہ ہمارے سٹینڈ کو تفصیلاً دکھایا گیا اور بہت خوبصورت تبصرے کئے گئے۔ اس پورے میلے میں یہ واحد اسلامی کتب کا سٹینڈ تھا۔ دو دیگر ٹی وی چینلز پر خبر نشر ہوئی، نیشنل ٹی وی اور دیگر دونوں ٹی وی چینلز سٹیلائٹ کے ذریعہ سارے افریقہ میں دیکھے جاتے ہیں۔ چار اخبارات میں خبر شائع ہوئی اور ایک درجن سے زائد Bamako کے پرائیویٹ ریڈیوز نے ہمارے سٹینڈ کی خبر نشر کی۔ اس عرصہ میں تقریباً ساٹھ ہزار کی تعداد میں پمفلٹ، رسالہ جات اور دیگر جماعتی تعارف پر مبنی کتب وغیرہ فری تقسیم کی گئیں اور دو ہزار سے زائد لوگوں کو وہاں زبانی پیغام سوال و جواب کی صورت میں پہنچانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

ہر روز صبح دس بجے سے رات بارہ بجے تک ہمارے سٹینڈ پر مجمع لگا رہتا۔ کچھ کتب خریدنے والے اور کچھ بحث و مباحثہ، سوال و جواب کرنے والے، کچھ ہمیں کافر کہنے والے بھی آتے لیکن اکثریت نے اس اقدام کو بہت سراہا۔ نیشنل ٹی وی کی خبر پڑھنے والی نے ہماری خبر کا اس طرح آغاز کیا کہ ’’Febak میں سب کچھ کے ساتھ واحد اسلامی

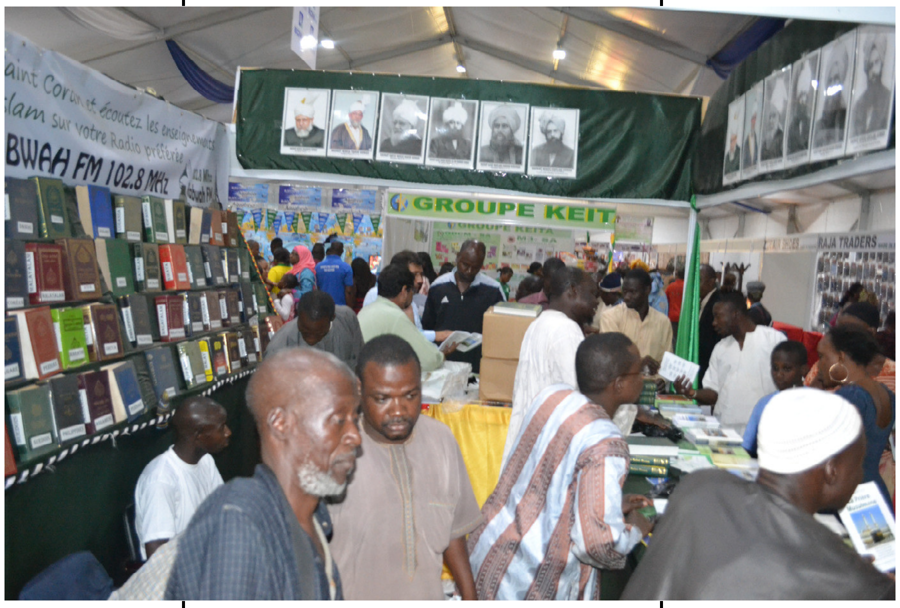


کتب کا سٹینڈ جو جماعت اسلامک احمدیہ نے لگایا ہے‘‘۔ نیشنل ٹی وی پر اس میلے کی خبروں کا ایک الگ بلیٹن ہر روز نشر ہوتا تھا اور ہر روز بالخصوص ہمارے سٹینڈ کو دکھایا گیا۔ ہمارے انٹرویو نشر کئے۔ کتب خصوصاً فرنچ ترجمہ قرآن مجید اور ’لائف آف محمد ﷺ‘ کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دارالحکومت باماکو (Bamako) میں جماعت کا ریڈیو ’’ربوہ ایف ایم‘‘ بہت سنا جاتا ہے۔ بہت کثرت سے ہمارے سٹینڈ پر آنے والوں

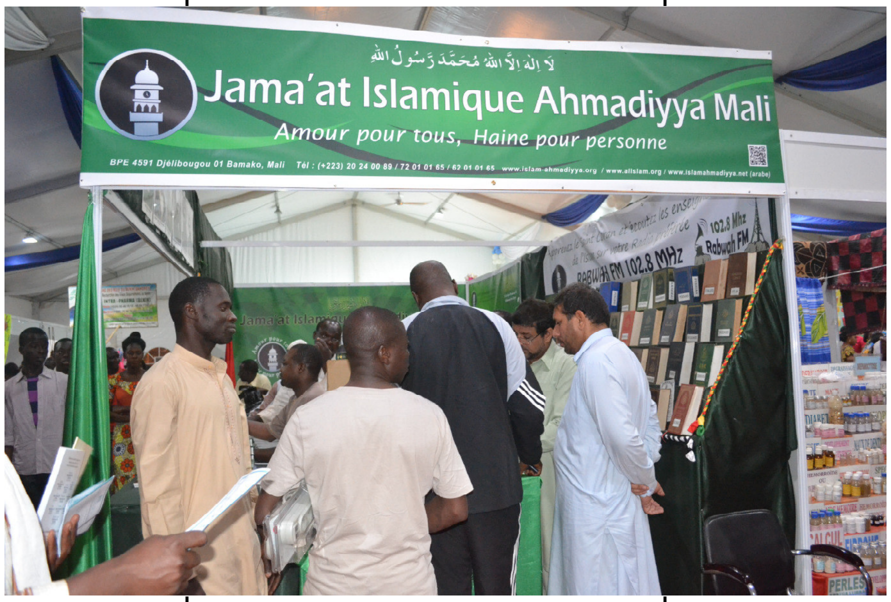


نے بتایا کہ وہ باقاعدہ ریڈیو سنتے ہیں اور وہ اس نمائش میں صرف جماعت کے سٹینڈ کی وجہ سے آئے ہیں۔

ایک عیسائی دانیال نامی ہمارے سٹینڈ پر آیا اور بڑی دیر تک کتب دیکھتا رہا۔ خاکسار نے اس سے گفتگو شروع کی تو اس نے کہا کہ وہ جب یہاں سے گزر رہا تھا تو ایک کشش اسے کھینچ کر یہاں لائی ہے جس کو وہ اپنے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ تقریباً دو گھنٹے تک وہ وہاں رہا اور مختلف موضوعات پر سوال و جواب ہوئے۔ اس کو کچھ کتب تحفہ دیں۔ اس میلہ کے بعد ہمارے مشن میں آیا اور یسّرنا القرآن اور اس کی آڈیو لے کر گیا۔ ایک آدمی نے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب ’’WORLD CRISIS AND THE PATHWAY TO PEACE‘‘ دیکھی تو افریقن سٹائل میں خوشی سے چیخ مار کر اپنے منہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ یہ کتاب یہاں پر مل سکتی ہے!؟۔ پھر اس نے بتایا کہ اس نے یہ کتاب اپنے ایک دوست کے پاس دیکھی اور کچھ پڑھی اور اس سے کہا کہ مجھے دے دو جس پر اس نے انکار کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ بیس ہزار فرانک سیفا لے لو اور مجھے دے دو لیکن وہ نہیں مانا۔ میں مایوس تھا کہ اب مجھے یہ کتاب کہاں سے ملے گی۔ آج یہ کتاب یہاں دیکھ کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں۔ پھر اس نے مزید کئی کتب خریدیں۔

ایک بزرگ غریب آدمی Febak کے آخری دن آئے اور کہا کہ میں پہلے آیا تھا لیکن مجھے ڈر تھا کہ آپ انکار نہ کر دیں اس لئے آخری دن آیا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جو تصاویر آپ نے لگائی ہوئی ہیں مجھے دے دیں۔ مجھے ان تصاویر سے عشق ہے۔ آپ جو قیمت مقرر کریں گے میں دے دوں گا۔ اس بزرگ کی کیفیت اس وقت دیدنی تھی۔ جب ان کو یہ تصاویر دی گئیں تو وہ بار بار شکریہ ادا کرتے اور محبت سے تصاویر کو اپنے ماتھے پر لگاتے تھے۔

ہمارے سٹینڈ پر صدر مملکت کی اہلیہ تشریف لائیں اور کافی دیر کھڑی رہیں اور کتب خریدیں۔ اسی طرح وزیر تجارت نے بھی کتب خریدیں اور سب نے ہمارے کام کو بہت سراہا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر روز بیس سے پچیس معاونین خدام و انصار ہمارے ساتھ ہوتے تھے جنہوں نے بہت زیادہ محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تمام لوگوں کو جنہیں اس ذریعہ سے پیغام پہنچا اسلام احمدیت کے نور سے منور فرمائے۔ آمین

سو سال پہلے

## 20 فروری 1915ء کو بیرونِ ملک بھجوائے جانے والے مبلغ سلسلہ

# حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ

بشارت نوید۔ مبلغ سلسلہ ماریشس

آج سے سو سال قبل 20 فروری 1915ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ قادیان سے تقریباً ڈیڑھ میل باہر تک پیدل جا کر حضرت صوفی غلام محمد رضی اللہ عنہ کو نصائح اور خاص دعاؤں کے بعد ماریشس کے مبلغ کے طور پر رخصت کیا۔ اخبار الفضل آپؓ سے متعلق لکھتا ہے۔

''اگرچہ مولوی غلام محمدؓ صاحب سے پہلے چوہدری فتح محمد صاحب مبلغ اسلام انگلستان میں کامیابی سے کام چلا رہے ہیں.......... یہ بھی صحیح ہے کہ وعظ و تبلیغ کا تمام کام باقاعدگی کے ساتھ خلافت ثانیہ میں ہی شروع ہوا ہے اس لئے گو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ماریشس کا مبلغ خلافتِ محمود کا پہلا مبلغ ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مولوی غلام محمدؓ صاحب ہی پہلے مبلغ ہیں جن کو خلیفہ ثانی نے اپنے عہدِ خلافت میں ہندوستان سے باہر بھیجا''۔

(الفضل 25 فروری 1915ء صفحہ 3)

## تعلیم و تربیت

حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ 1881ء میں ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابہ میں سے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ نے آپؓ کو یتیم اور بے سہارا پا کر اپنے پاس رکھا اور آپؓ کی بہترین تعلیم و تربیت کی۔ اس طرح یقیناً حضرت چوہدری رستم علیؓ صاحب بھی دعا اور ثواب کے مستحق ہیں۔

چوہدری رستم علی صاحبؓ کا اپنا ایک ہی بیٹا تھا جو بیمار ہوا تو آپ اُسے قادیان بمع اہلیہ لے آئے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں قیام فرمایا۔ یہ بیٹا اُسی دوران قادیان میں ہی وفات پا گیا۔ حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ کا یہ بیٹا حضرت صوفی صاحبؓ کا ہم عمر تھا اور جن دنوں اُس کی وفات ہوئی دونوں تیسری کلاس کے طالب علم تھے۔

حضرت صوفی صاحبؓ کی بیٹی نعیمہ بیگم بیان کرتی ہیں کہ ''آپ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ جب آپ چھوٹے تھے تو آپ کے والد ماجد چل بسے تھے جس کی وجہ سے آپ کا دل آپ کے وطن سے بالکل اُچاٹ ہو گیا۔ اور آپ اپنی والدہ و دیگر رشتہ داروں کو بتائے بغیر وہاں سے چل دیئے۔ اتفاق سے آپ کی ملاقات حضرت چوہدری رستم علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ اُنہیں کے پاس رہنے لگے۔ وہ اُن دنوں منٹگمری میں ملازم تھے۔ بعد میں ان کی تبدیلی ضلع گورداسپور میں ہو گئی اور یہاں آنے پر ابا جان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور پھر دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضور ہی کی خدمت میں رہنے لگے''۔ (الفضل 11 مئی 1948ء)

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ فرماتے ہیں: ''حُسنِ اتفاق سے یہ بچپن میں ہی چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیرِ تربیت آ گئے تھے۔ چوہدری صاحب مرحوم سلسلہ کے ایک نہایت ہی مخلص کارکن تھے۔ وہ پہلے انبالہ میں کورٹ انسپکٹر تھے بعد میں تبدیل ہو کر گورداسپور آ گئے۔ چوہدری صاحب مرحوم کی تنخواہ اگرچہ معقول تھی۔ مگر وہ نہایت ہی غریبانہ گزارہ کرتے تھے اور تنخواہ جو بچتی وہ ساری کی ساری سلسلہ کے لئے دے دیتے۔ جب چوہدری صاحب مرحوم گورداسپور میں تھے تو قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کھولا گیا تو اُنہوں نے صوفی صاحب

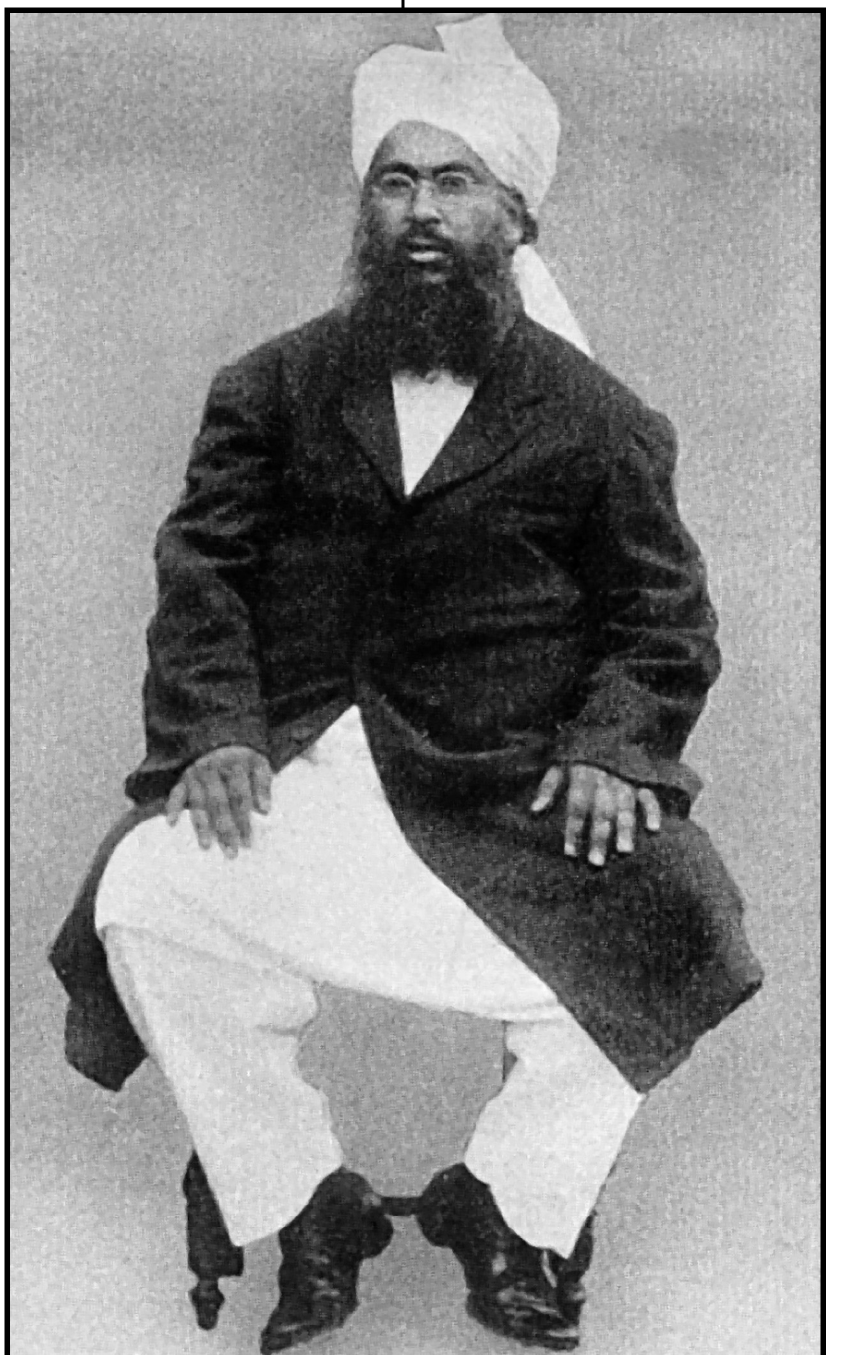


مرحوم کو قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور قادیان میں وہ مڈل کلاسز میں داخل ہو گئے۔ اُس وقت سے میرا اُن کے ساتھ خاص تعلق قائم ہو گیا۔ کیونکہ میں اُن دنوں نہ صرف ہیڈ ماسٹر ہی تھا بلکہ اُن کلاسوں کو بھی پڑھاتا تھا جن میں صوفی صاحب داخل ہوئے تھے۔ صوفی صاحب بہت ذہین تھے اور جلد جلد ترقی کرتے گئے اور اُنہوں نے F.A کا امتحان قادیان میں پاس کیا تھا۔ اُن دنوں عارضی طور کالج کلاس کھول دی گئی تھی اور اُس میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ عربی اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل دینیات پڑھایا کرتے تھے۔ بعد میں یہ کلاس یونیورسٹی کے قواعد کے ماتحت بند کر دینی پڑی اور صوفی صاحب F.A کرنے کے بعد M.A.O کالج علی گڑھ میں داخل ہو گئے اور B.A. کا امتحان پاس کیا۔ اُنہوں نے وہاں کے ماحول کا کوئی اثر نہ لیا۔ وہ قادیان والی سادہ سی زندگی بسر کرتے رہے۔ یہی آپ کی سادگی تھی جس کی وجہ سے آپ کو لوگوں نے صوفی کا خطاب دے دیا تھا۔ (الفضل 3 دسمبر 1947ء)

صوفی صاحبؓ فرماتے ہیں:

''جب میں نے میٹرک پاس کر لیا تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس سے فرمانے لگے کہ مجھے میڈیکل کالج جوائن کرنا چاہیے مگر حضورؑ نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ یہ لڑکا تو بہت نرم دل ہے۔ اس لئے میڈیکل کالج میں داخل نہ ہو سکے گا اور پھر مجھے علیگڑھ کالج میں داخل ہونے کی صلاح دی''۔ آپ کی بیٹی بتاتی ہیں کہ واقعی ہی آپ کا دل بہت نرم تھا اور رحم سے بھرپور بھی۔ آپ کئی سال اپنے محلہ کے پریذیڈنٹ رہے ہیں۔ جب بھی کوئی بیوہ یا غریب عورت آپ کے پاس آتی اور اپنی مصیبت آپ کو سناتی تو میں اکثر دیکھتی کہ آپ کی آنکھیں تر ہو جاتیں اور پھر تسلی دیتے ہوئے فرماتے زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ دعا کیا کرو خدا تعالیٰ ہر مصیبت دور فرمائے۔ (الفضل 11 مئی 1948ء)

حضرت صوفی صاحب نے علیگڑھ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ٹریننگ کالج لاہور سے کامیابی حاصل کی اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں عربی و دینیات کے مدرّس مقرر ہوئے۔ آپ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے عبرانی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے عربی زبان اور دینی علوم حاصل کئے۔ اسی دوران آپ نے قرآن مجید بھی حفظ کیا۔ (الفضل قادیان 25 فروری 1915ء صفحہ 3)

## حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا اظہارِ خوشنودی

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ صوفی صاحب کے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا تو میری خدمت کے لئے دو لڑکے لگائے گئے۔ ایک صوفی غلام محمد صاحب اور ایک اور لڑکا۔ میری بیماری میں اِن لڑکوں کو پاخانہ وغیرہ اُٹھانا پڑتا تھا اور میں دیکھتا تھا کہ صوفی صاحب اس کام کے کرنے میں ذرہ بھی کراہت محسوس نہ کرتے تھے اور کشادہ پیشانی سے کام کرتے تھے۔ مگر دوسرا لڑکا ناک چڑھا لیا کرتا تھا۔ صوفی صاحب مرحوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کا پہلا نکاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تجویز فرمایا تھا۔ جب مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اُن کی وفات کے بعد جب مدّت گزر چکی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کی بڑی بیوی کو تو نکاح ثانی کی ضرورت نہیں لیکن چھوٹی بیوی کے متعلق اندیشہ ہے کہ اُن کے والد صاحب (جو اُن دنوں سیالکوٹ میں تھے) اُن کا رشتہ کسی غیر موزوں جگہ نہ کر دیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے اس رشتہ کے لئے صوفی غلام محمد صاحب کا نام تجویز فرمایا اور پانچ سو روپیہ مہر تجویز کیا۔ اُس وقت صوفی صاحب کسی کام پر نہیں لگے تھے۔ چنانچہ حضور کے پانچ سو روپیہ تجویز کرنے سے لوگوں نے خیال کیا کہ صوفی صاحب کی حیثیت خدا کے فضل سے بڑھے گی۔ میرے خیال میں یہ فعل صوفی صاحب پر خدا تعالیٰ نے اُس نیکی کی وجہ سے کیا جو اُنہوں نے حضرت مولوی (عبد الکریم رضی اللہ عنہ) صاحب مرحوم کی خدمت ادا کرنے میں ظاہر کی جس کا ذکر اُوپر آ چکا ہے اور جس کی وجہ سے حضرت مولوی صاحب مرحوم صوفی صاحب پر بہت خوش ہوئے تھے اور خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔ (الفضل 3 دسمبر 1947ء)

ماریشس کے احمدیوں میں ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ صوفی صاحبؓ نے بیان کیا کہ قادیان میں ایک شادی کی تقریب جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شرکت فرمائی بارش کے چند قطرے بطور خوشنودی کے گرے جبکہ آسمان پر کوئی بادل نہ تھے۔ جب حضرت غلام رسول وزیر آبادیؓ اپنے شہید بیٹے حافظ عبیداللہ کی اہلیہ اور اپنے پوتے کو لینے ماریشس تشریف لائے تو اُنہوں نے بتایا کہ حضرت صوفی صاحبؓ کی شادی کے موقع پر بارش کے چند قطرے بطور خوشنودی کے گرے تھے جبکہ بادل کا کوئی نام و نشان نہیں تھا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ صوفی صاحبؓ کی اپنی شادی کا واقعہ تھا۔

## رسول کریمؐ اور حضرت مسیح موعودؑ سے عشق

آپ کی بیٹی بیان کرتی ہیں ''آپ جب کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر مبارک فرماتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگتے۔ اور آواز میں رقت پیدا ہو جاتی مگر آپ کے لبوں پر مسکراہٹ کھِل جاتی۔ نہ جانے کیوں میں جب چھوٹی ہی تھی آپ ہم سب بچوں کو بُلا کر فرماتے ''آؤ بچو نظم پڑھیں'' اور پھر خود بخود شروع کر دیتے ''زندگی بخش جامِ احمد ہے۔ کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے۔'' جب ہم سب بھی اُن کے ساتھ مصروف ہوتے تو میں دیکھتی کہ آپ کی آنکھوں میں وہی مخصوص آنسو اور لبوں پر وہی پیاری سی مسکراہٹ رقص کر رہی ہوتی اور آپ لگاتار گاتے چلے جاتے۔ ''کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے'' اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں گاتے بَلَغَ العُلیٰ بِکَمالہٖ۔

آپ فرمایا کرتے ''حضور اقدس مجھے بہت عزیز رکھتے اور جب کبھی آپ علیہ السلام کو گورداسپور میں اپنے مقدموں وغیرہ کے لئے جانا پڑتا تو میرے علاوہ دو اور آدمی آپ کے ساتھ ہوتے۔ آپ وہاں ہمیشہ میرے پیچھے نماز

ادا کیا کرتے۔ ایک دفعہ میں وہاں پانچ منٹ دیر سے پہنچا میرے شانے پر اپنا دستِ مبارک رکھتے ہوئے فرمانے لگے ’’بھئی آپ تو ہمارے امام ہیں آپ نے کیوں دیر لگائی‘‘۔ آپ جب بھی یہ جملہ دُہراتے آپ کی آنکھوں میں ایک نئی ہی قسم کی چمک پیدا ہوجاتی جیسے آپ کو اپنی کھوئی ہوئی محبوب ترین چیز مل گئی ہو۔ پھر فرماتے مجھے فخر ہے کہ حضورِ اقدس مجھے اپنا اِمام چُنا کرتے تھے۔‘‘

(الفضل 11 مئی 1948)

آپؓ فرماتے ہیں’’ حضور اکثر کاموں کے لئے مجھے بٹالہ یا امرتسر بھیجا کرتے تھے۔ چونکہ اُن دِنوں گاڑی نہیں تھی اس لئے کچھ سفر یکّوں کے ذریعہ اور کچھ پیدل ہی طے کرنا پڑتا۔ چنانچہ جب لیکھرام کی قاتلانہ موت کے بعد حضور کے خانہءمبارک کی تلاشی لی جارہی تھی اس دن بھی مَیں امرتسر سے واپس آرہا تھا کہ میں نے یہ دلخراش خبر سُنی گو مجھے پورا یقین تھا کہ حضور بالکل حق پر ہیں۔ مگر پھر بھی میں تمام رستہ روتا ہوا اور دعا کرتا ہوا قادیان پہنچا‘‘

(الفضل 11 مئی 1948)

آپ کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ ابّا جان کے بال بہت خوبصورت اور ہلکے گُھونگھریالے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ’’ حضور اقدس مجھے اکثر فرمایا کرتے تھے تمہارے بال ایسے ہیں جیسے کہ بڑے بڑے قصیدہ خوان حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق کہتے ہیں‘‘۔

آپ نے اپنی ڈائری میں لکھا تھا: ’’جب حضور اقدس نے وفات پائی میں اِن دنوں لاہور ہی میں تھا۔ مَیں اور دو احمدی دوست موچی گیٹ کے پاس سے گزر رہے تھے کہ ایک احمدی دوست گھبرایا ہوا گزرا۔ میرے پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ حضور علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ نہ جانے اُس وقت میری ٹانگوں میں اس قدر طاقت کیسے آگئی اور مَیں بہت جلد حضور کی جائے رہائش پر پہنچ گیا اور میں نے دیکھا حضورِ اقدس کو نہلا کر کفن پہنا دیا گیا تھا۔ مَیں بھاگ کر اُن تک پہنچا اور جلدی سے اُن کی منور پیشانی کے کئی بوسے لے ڈالے اور میرے آنسو تھے کہ رُکنے کا نام نہ لیتے تھے اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ نہ جانے میں حضور کو اب کتنی مدّت کے بعد ملوں گا‘‘۔

پھر لکھتے ہیں’’ جب مَیں محترم رستم علی خان کے پاس رہتا تھا اُن کا ایک لڑکا جو میرا ہم عمر تھا اور میرے ساتھ تیسری کلاس میں پڑھتا تھا اچانک بیمار ہوکر فوت ہوگیا۔ اُس دن مَیں تمام دن اُداس اور روتا رہا اور گھڑی گھڑی مجھے یہ خیال ستاتا کہ مَیں بھی اسی طرح ایک دن مرجاؤں گا۔ مگر مجھے اُس وقت کیا معلوم تھا کہ اپنے محبوبِ حقیقی کو ملنے میں کس قدر مسرت حاصل ہوتی ہے۔‘‘(الفضل 11 مئی 1948ء)

## حضرت صوفی صاحبؓ کا عشق قرآن

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ کو قرآن شریف سے بہت محبت تھی جب آپ قادیان آئے تو آپ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی خوش الحانی کو پسند کرکے مولوی صاحب کی طرز پر قرآن شریف کو بہت پڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ اس میں آپ کسی حد تک کامیاب ہوگئے۔ آپ کو قرآن شریف کے متعلق خاص ملکہ تھا کہ جب درس میں حضرت مولوی صاحب کسی آیت کے متعلق دریافت فرماتے کہ وہ کس سورۃ میں ہے تو آپ فوراً بغیر سوچے کے بتا دیتے کہ یہ آیت فلاں جگہ کی ہے۔ اُس وقت آپ قرآن شریف کے حافظ بھی نہیں تھے مگر شاید ہی حافظِ قرآن اتنی سُرعت کے ساتھ بغیر سوچنے کے قرآن کریم کی آیات کا پتہ بتا سکتا ہو جس سُرعت کے ساتھ وہ بتا دیتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کو اِس بات سے بہت تعجب ہوتا تھا۔ ایک دن اُنہوں نے صوفی صاحب سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا گُر ہے کہ اتنی جلدی ہر ایک آیت کا پتہ بتا دیتے ہو تم قرآن کے حافظ بھی نہیں ہو پھر بھی تم دوسرے حافظوں سے پہلے ہر ایک آیت کا پتہ،نشان بتا دیتے ہو۔ تو صوفی صاحب مرحوم نے جواب دیا کہ جو آیت آپ پوچھتے ہیں مَیں اُس کی طرزِ عبارت سے پتہ لگاتا ہوں۔ کیونکہ ہر ایک سورۃ کی طرزِ عبارت جُداگانہ ہے اور میں یہ دیکھ لیتا ہوں کہ اس آیت کی طرزِ عبارت کس سورۃ سے ملتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تفسیر قرآن کریم انگریزی کی introduction میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن شریف کی طرزِ عبارت ایسی ہے کہ اِس کو آسانی سے یاد کیا جا سکتا ہے اور اپنی جماعت کے تین افراد کی مثالیں تحریر فرمائی ہیں جنہوں نے بڑی عمر میں تھوڑے عرصے میں قرآن شریف کو یاد کرلیا۔ اُن میں سے ایک مثال چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے والد صاحب مرحوم کی ہے دوسری صوفی غلام محمد صاحبؓ اور تیسری ڈاکٹر بدرالدین صاحب کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صوفی صاحب کو ایک فخر یہ بھی عطا فرمایا کہ آپ کے ماریشس سے آنے کے بعد جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت صاحب کی تقریروں سے پہلے اور مجلس مشاورت کے افتتاح کے وقت ہمیشہ آپ سے تلاوت کروائی جاتی۔

گزشتہ مشاورت کے موقعہ پر میں نے صوفی صاحب کو مبارکباد دی تھی کہ آپ کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ترجمۃ القرآن انگریزی کی انٹروڈکشن میں فرمایا ہے۔ صوفی صاحب مرحوم یہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور بعد میں فرمایا’’ مجھے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم یاد کرنے کی تحریک فرمائی تھی‘‘۔

(الفضل 3 دسمبر 1947)

مولوی برکات احمد صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں: آپ قرآن کریم کے حافظ اور عاشق تھے اور اپنے مخصوص اور وجد آفرین انداز میں جس میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کی آواز کا رنگ پایا جاتا تھا تلاوت قرآن کریم فرمایا کرتے تھے۔ قرآن کریم پڑھاتے ہوئے بھی خوش الحانی سے قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کرتے اور اُس وقت آپ کی نیم وا آنکھوں میں وجدانی کیفیت نظر آتی۔

آپ کو کلام پاک سے بے حد محبت اور عشق تھا۔ آپ نے اپنی اولاد کے نام بھی قرآن کریم کے مقدس الفاظ سے اخذ کئے اور مفرد نام رکھے۔ اور جن آیات سے آپؓ نے اپنی اولاد کے نام مقتبس کئے وہ اپنے مکان کے دروازوں اور کھڑکیوں پر کندہ کروائے۔ مختلف آیات کے مندرجہ ذیل ٹکڑے کھڑکیوں اور دروازوں پر لکھے ہوئے ہیں۔

1۔ ومبشرًا برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد
2۔ نزّل علیٰ محمدٍ
3۔ مقامًا محمودًا
4۔ التا ئبون العابدونَ الحامدُو نَ

انہیں آیات میں سے آپ نے اپنے لڑکوں کے اسماء مقتبس کئے۔ چنانچہ آپ کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر ’’احمد‘‘ دوسرے ’’محمد‘‘ تیسرے ’’محمود‘‘ اور چوتھے کا نام ’’حامد‘‘ ہے۔(الفضل 16 جون 1960)

## سر آغا خان کا آپ کے نام تحفہ

ایک مرتبہ آغا خان اسلامیہ کالج لاہور گئے تو پرنسپل ہنری مارٹن نے صوفی صاحب کو تلاوت کے لئے بُلایا۔ صوفی صاحب نے وجد میں آکر جو تلاوت کی تو سر آغا خان بھڑک اُٹھے اور فرمایا کہ مَیں دُنیا کے ہر گوشے میں مسلمانوں سے ملا ہوں ایسی پُرسوز قراءت کبھی نہ سُنی تھی اور وعدہ کیا کہ میں اِن کے لئے تحفہ بھیجوں گا۔ تحفہ آیا کتاب Letters of Queen Victoria جس پر سر آغا خان ثالث کے دستخط تھے۔ کیونکہ وہ خود ملکہ کے ذاتی دوست تھے اور اُنہیں ’’فرزندِ خاص دولتِ انگلیشیہ‘‘ کا خطاب مِلا تھا۔(مضامینِ شاکر صفحہ 165)

آپ کی بیٹی بیان کرتی ہیں: ’’جب آپ رمضان المبارک میں تراویح پڑھایا کرتے تو تمام مسجد میں تل رکھنے کو جگہ باقی نہ رہتی اور خاص کر ستائیسویں روزے۔ آپ اکثر اسی دن قرآن کریم ختم فرماتے۔ ویسے ذاتی طور پر ہر تیسرے دن قرآن مجید ختم کرتے۔

مجھے یاد ہے جب ابّا جان تلاوت میں مگن ہوتے اور میری نظریں قرآن شریف کے صفحوں پر دوڑ رہی ہوتیں۔ باہر رستہ پر چلنے والے لوگ کھڑے ہوجاتے اور مَیں نے کئی دفعہ سُنا راہگیر آپس میں باتیں کرتے’’ ٹھہرو بھئی یہاں ایک مرزائی (احمدی) آدمی خدا کا کلام اتنی اچھی آواز میں پڑھتا ہے کہ آگے قدم بڑھانے کو دل ہی نہیں چاہتا۔‘‘

آپ ماہ رمضان شریف میں چند منٹ بھی ضائع نہ ہونے دیتے۔ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور فرماتے چلے جاتے۔ تمام گھر میں آپ کی دلکش آواز گونجتی رہتی۔

آپ نے متواتر کئی دفعہ چھ چھ ماہ کے روزے رکھے اور اپنی زندگی کی کئی راتیں محض خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دی تھیں۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالی جب کبھی رات کے وقت میری آنکھ کھلی تو میں دیکھتی کہ ابّا جان نماز کے تخت پر بیٹھے نہایت گریۂ وزاری سے دعا مانگ رہے ہیں یا قرآن کریم کی سورتیں آپ مسلسل پڑھتے چلے جاتے...... ایک دن ہمارے گھر میں سے ابّا جان سے کسی نے پوچھا صبح تہجد کے وقت آپ کتنا قرآن مجید پڑھ لیتے ہیں۔ فرمانے لگے ’’یہی کوئی آٹھ، سات سپارے اور کبھی کبھی دس بھی پڑھ لیتا ہوں‘‘۔ ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی مگر وہ تو یوں بتا رہے تھے گویا کوئی معمولی سی بات ہو۔

امّی آپ سے کہا کرتیں تھیں کہ آپ روزہ رکھ کر اتنی زور سے تلاوت فرماتے ہیں کیا آپ تھک نہیں جاتے؟ تو آپ جواب دیتے’’ تلاوت میں مگن ہوکر مَیں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ مجھے یاد تک نہیں رہتا کہ میں روزہ رکھے ہوئے ہوں اور جب مُنہ بہت خشک ہونے لگتا ہے تو مَیں مُنہ میں قرآن مجید پڑھتا رہتا ہوں۔ اور پھر فرماتے میں اس لئے ہر وقت کلام پاک پڑھتا رہتا ہوں کہ جب کبھی میں اپنے آقائے حقیقی کے سامنے جاؤں تو اُس کا کلام ہی میری زبان پر ہو۔ کاش ایسا ہی ہو۔‘‘ اور پھر خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے آپ وفات سے پہلے بیہوشی میں تلاوت ہی فرماتے رہے۔ آپ کے چہرہ پر مسکراہٹ تھی اور لبوں پر قرآن پاک کی آیاتِ مقدسہ۔ سبحان اللہ‘‘

(18 مئی 1950)

## حضرت صوفی صاحبؓ بطور اُستاد

حضرت صوفی صاحبؓ کا اپنے شاگردوں سے صرف اُستاد ہی کا تعلق نہ تھا بلکہ وہ ایک شفیق باپ کی طرح اپنے شاگردوں کا مستقل خیال رکھتے تھے۔ آپ کے ایک شاگرد مکرم برکات احمد راجیکی صاحب لکھتے ہیں: مجھے یہ واقعہ بھول نہیں سکتا کہ جب ہمارا میٹرک کا امتحان شروع ہوا تو میرا پہلا پرچہ جو حساب کا تھا بہت خراب ہو گیا۔ دوسرے دن جیومیٹری کا پرچہ تھا۔ جب مَیں پرچہ سے فارغ ہوکر امتحان کے کمرہ سے باہر نکلا تو باہر حضرت صوفی صاحبؓ اور حضرت مولوی محمد جی صاحب کو دروازے پر دیکھا۔ ان دونوں بزرگ اساتذہ نے آگے بڑھتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا تھا کہ کل تمہارا پرچہ خراب ہوگیا تھا۔ ہم دعا کرتے رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ آج جیومیٹری کا پرچہ اچھا کردے تاکہ تم پاس ہوسکو۔ جب میں نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج کا پرچہ تسلی بخش ہوا ہے تو دونوں کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے۔ خاکسار کا دل ان ہر دو بزرگ اساتذہ کی شفقت اور ہمدردی کی وجہ سے جذباتِ تشکر سے بھر گیا۔

آپ کو اپنے فرائض کی ادائیگی کا اس قدر احساس تھا کہ ایک دفعہ صبح کی نماز کی ادائیگی کے لئے جب آپ اپنے مکان سے مسجد کی طرف آرہے تھے تو رستے میں ایک مکان کی تعمیر کے سلسلہ میں بنیادوں میں اینٹیں چنی ہوئی تھیں چونکہ ابھی اندھیرا ہی تھا اس لئے آپ کو ان اینٹوں سے ٹھوکر لگی اور گر گئے اور آپ کے سامنے کے دو تین دانت ٹوٹ گئے اور ہونٹ بھی زخمی ہوگئے۔ لیکن اسی زخم خوردہ حالت میں آپ سکول میں پڑھانے کے لئے تشریف لے آئے۔ اُس وقت آپ نے ہونٹوں پر پٹّی باندھی ہوئی تھی۔ جب

جماعت احمدیہ ماریشس کے افراد حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ کے ساتھ۔ برموقع عیدالفطر 1918ء

ہم نے پوچھا تو گرنے کا واقعہ سُنایا اور فرمایا بے شک مجھے کافی تکلیف اور درد ہے اور بات کرنے سے بھی بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے لیکن میں نے رُخصت نہیں لی۔ کیونکہ امتحان قریب ہیں اور میری غیر حاضری سے لڑکوں کا بہت ضیاع ہوگا اور تعلیم کا بھی نقصان ہوگا۔ کلاس میں اگرچہ میں خود نہ پڑھ سکوں گا لیکن سُن تو سکوں گا۔

(الفضل 16,17 جون 1960)

## خدمتِ دین کے لئے زندگی وقف

علیگڑھ تعلیم کے دوران آپ ایک بار قادیان آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدمتِ دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک پر لبّیک کہتے ہوئے حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ اور حضرت ماسٹر محمد دین صاحبؓ نے حضرت حکیم فضل دین صاحبؓ کے گھر بیٹھ کر یہ تحریر لکھی کہ ’’ہم خدمتِ دین کے لئے زندگی وقف کرتے ہیں۔ آپ ہمیں جہاں چاہیں امریکہ یا افریقہ بھیج دیں۔‘‘ حضورؑ نے یہ درخواست حضرت مفتی صاحب کو دے دی تھی۔ آپ فرماتے ہیں: ’’جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو مجھے ڈر پیدا ہوا کہ مَیں اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤں جو منافق ہوتے ہیں۔ جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ اُس وقت میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو لکھا۔ اُنہوں نے فرمایا ہمارا تمہارے متعلق یہ ظن نہیں ہے۔‘‘

(الفضل قادیان 25 مارچ 1927ء صفحہ 2)

بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دَور میں آپ کے اس وقف کو شرفِ قبولیت حاصل ہوا۔

## ماریشس روانگی

1914ء میں جب ماریشس کے احمدیوں کی طرف سے مبلغ بھجوانے کی درخواست کی گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپؓ کو تیاری کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ 20 فروری 1915ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور حیدر آباد، مدراس اور کولمبو (سری لنکا) سے ہوتے ہوئے 15 جون 1915ء کو دس بجے دن ماریشس کی بندرگاہ پورٹ لوئیس (Port Louis) پہنچے۔

ماریشس روانگی سے قبل آپ نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ’’سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور خوشی خوشی دریافت فرماتے ہیں کہ کب روانہ ہوگے‘‘۔

(الفضل 25 فروری 1915)

حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے ماریشس جانے سے قبل رؤیا میں دیکھا کہ جہاں آپ جا رہے ہیں اُس جزیرہ پر بہت سارے سانپ پھن پھیلائے کھڑے ہیں۔

صوفی صاحب لکھتے ہیں 15 جون 1915ء ساحلِ ماریشس پر اُترا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی رؤیا صادقہ کے مطابق جزیرہ سانپوں سے پُر تھا۔ 16 جون کے ایک نام نہاد مسلمان اخبار میں شائع ہوا کہ کنارہ جہاز کی سواریوں میں سے ایک سواری مولوی غلام محمد بی اے ہے جو احمدی سلسلہ کا منّاد ہے اور وہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے مسلّم عقیدہ کے برخلاف تعلیم دینے آیا ہے۔......اس اخبار نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ اُس کو واپس کر دیا جاوے۔ (الفضل 14 دسمبر 1922)

ماریشس میں لوگوں نے اپنا پورا زور لگایا اور تمام حربے استعمال کئے اور کئی منصوبے بنائے تا کہ آپ کو ملک بدر کر سکیں اور جماعت کی ترقی روک دیں۔ حکومت میں آپ کے خلاف شکایات کیں۔ آپ سے متعلق غلط افواہیں پھیلائیں۔ لیکن ہر جگہ اُنہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

آپ نے ماریشس پہنچتے ہی پورے جوش اور ولولہ سے گاؤں گاؤں اور مسجد مسجد جا کر بغیر کسی خوف کے تبلیغ حق کا کام شروع کر دیا۔ اسی طرح انفرادی طور پر بھی اور ٹرین میں سفر کے دوران بھی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی مباحثے اور سوال و جواب کی مجالس لگائیں۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا فرمان

### جو بعینہٖ پورا ہوا

ماریشس میں کامیاب پبلک جلسوں کے انعقاد اور اُن میں تقاریر کا ذکر کرتے ہوئے صوفی صاحبؓ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں: ’’حضور کو یاد ہوگا کہ مَیں اور حضور حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مولوی صاحب بخاری سُنا رہے تھے اس میں ایک یہ حدیث آئی کہ اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِہٖ۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ لوگ میرا کہا نہیں مانتے اور امام کو کچھ نہیں سمجھتے اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اِن کو ہم نے بہت دفعہ کہا ہے کہ بولو اور لکھنا شروع کرو۔ یہ ہمارے وقت میں کام نہیں کرتے آپ کے وقت میں کام کریں گے۔ مجھے خوب یاد ہے معلوم نہیں حضور کو یاد ہے یا نہیں۔‘‘ (الفضل 21 نومبر 1915 صفحہ 7)

’’جناب صوفی صاحب نے خدا کے فضل و کرم سے احمدیت کا سکّہ بٹھا دیا۔ آپ کو تبلیغ کا ایک جنون تھا۔ دوست تو دوست غیر بھی صوفی صاحب کی قابلیت کے معترف ہیں۔ جماعت میں وحدت کی روح قائم کرنے کے لئے صوفی صاحب نے کمال دانائی اور حکمتِ عملی دکھائی۔ جب کبھی دو دوستوں میں باہمی جھگڑا ہو جاتا تو آپ اِن کے ملانے کے لئے ہر ایک ممکن کوشش کرتے۔ آپ ہر ایک سے الگ الگ ملتے اور اُسے سمجھاتے بُجھاتے حتّٰی کہ آپ رو پڑتے اور کہتے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کی وحدت اور اتفاق میں فرق نہ پڑنا چاہیے۔ لوگ اُن کے آنسو دیکھ کر ملنے پر مجبور ہو جاتے۔ اگر کسی شخص کو صوفی صاحب جمعہ یا عید کے موقعہ پر نہ دیکھتے تو فوراً دریافت کرتے کہ بیمار تو نہیں ہیں۔ جھٹ اُس کے مکان میں پہنچتے اور احوال دریافت کرتے۔ اکثر سفر کرتے اور جماعت میں دورہ کرتے۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز اُردو اکتوبر 1939ء صفحہ 32)

ماریشس کی عدالت میں جو جج مسجد کیس کی سماعت کر رہا تھا، جہاں صوفی صاحب پیش ہوتے تھے، نے زبانی اظہار کیا کہ صوفی صاحب بہت نیک انسان ہیں اور میں اُن سے بہت متاثر ہوں۔ اگر یہ مسیح موعود کا دعویٰ کریں تو میں ماننے کو تیار ہوں۔

جب ایک جج نے آپ سے پوچھا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مرزا صاحب پر فرشتے اُترتے ہیں؟ آپ نے جواباً فرمایا کہ اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے فرشتے اُترتے دیکھے ہیں۔

آپؓ وہ خوش قسمت انسان تھے جنہیں اپنے پیارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے مندرجہ ذیل پُرشوکت الفاظ میں مقبول خدمت کا سرٹیفکیٹ ملا۔

’’میں اپنے علم و یقین کی بنا پر کہتا ہوں کہ ہمارے ماریشس کے مبلّغوں نے نہایت اخلاص کے ساتھ خدمتِ دین کی۔ اور وہ ہمارے اعلیٰ مجاہدوں میں شامل ہیں۔ اور انہوں نے جو کچھ کیا ہے خدا کے لئے کیا ہے۔‘‘

(حضرت المصلح الموعودؓ الفضل 14 دسمبر 1923ء صفحہ 7 کالم 3)

جب آپ ماریشس سے رُخصت ہونے لگے تو 600 افراد کی مضبوط جماعت اپنے پیچھے چھوڑی۔

ماریشس سے آنے کے بعد آپ تعلیمی کاموں میں مشغول ہوگئے۔ اور سروس سے ریٹائر ہونے کے بعد خدمت سلسلہ کے مختلف کام انجام دیتے رہے۔ آپ محلّہ دارالرحمت کی مسجد کے امام تھے اور نہایت باقاعدگی سے نمازیں باجماعت ادا کرتے رہے اور درس القرآن بھی دیتے رہے اور رمضان شریف میں نماز تراویح میں قرآن کریم سُناتے رہے اور سلسلہ کی طرف سے قاضی کے فرائض بھی ادا کرتے رہے اور آپ نے یہ تمام فرائض نہایت ہی خوبی کے ساتھ ادا کئے۔ (الفضل 3 دسمبر 1947)

ایک مرتبہ آپ نے اپنے انہماک میں نماز مغرب کافی لمبی کرائی جس پر چند نوجوانوں نے آپ کو خط لکھا کہ نماز اوسط درجے کی پڑھایا کریں۔ صوفی صاحب نے اگلے روز نماز مغرب کے بعد اعتراف کیا کہ کل انہوں نے نماز لمبی پڑھائی تھی اور صاف صاف لفظوں میں معافی چاہی۔

حضرت صوفی صاحب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے اس دَور میں مسلسل بارہ سال بیرون ہند فرائض تبلیغ کی ادائیگی میں صَرف فرمائے اور 16 مارچ 1927ء کو قادیان واپس تشریف لائے۔

(الفضل قادیان 22 مارچ 1927ء صفحہ 3)

حضرت مصلح موعودؓ نے تقسیم ملک کے وقت بزرگ صحابہ کو جب قادیان سے ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپؓ کو یہ سُنتے ہی شدید دھچکا (Shock) لگا۔ حسرت بھری نگاہ اِدھر اُدھر ڈالتے ہوئے کہا کہ ’’ہم نے تمام جہان کو چھوڑ کر اس مقدس بستی میں اپنے امام کے قدموں میں بسیرا کیا تھا۔ کیا اب ہمیں یہاں سے بھی نکلنا پڑے گا۔ آپ کی آواز بھرّائی ہوئی تھی اور دل حد درجہ مضطرب تھا۔‘‘

(الفضل 17 جون 1960ء)

آپؓ کی پہلی بیوی محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ ماریشس سے واپسی کے جلد بعد ہی وفات پا گئی تھیں۔ اُن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار لڑکے احمد۔ محمد۔ محمود اور حامد اور ایک لڑکی آمنہ عطا کئے تھے۔ پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد آپؓ کا نکاح گرلز سکول کی ہیڈ ٹیچر محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ اُن کے بطن سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا عطا کئے۔

حضرت صوفی صاحبؓ نے ہجرت کے چند روز بعد ہی 17، 18 اکتوبر 1947ء کی شب لاہور میں وفات پائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت صوفی صاحبؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

---

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ نائیجیریا از صفحہ نمبر 20

اخلاق سے متأثر ہو۔ اور یہ بھی کہ آپ میں سے کوئی بھی معاشرہ کے منفی اثرات کا شکار نہ ہوجائے۔ بلکہ ہر احمدی حقیقی معنیٰ میں اسلامی تعلیمات اور احکامات پر عمل کرنے والا بنے۔ آپ میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی زندگی کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح کے مطابق گزارنے والا بنائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو سچائی کا وہ معیار بہرحال اپنانا چاہئے جہاں جھوٹ اور دھوکہ دہی کا اشارۃً بھی گزر نہیں ہوتا۔ آپ کو دنیاوی معاملات طے کرتے ہوئے مستقل طور پر مرنے کے بعد کی زندگی پر نظر رکھنی چاہئے۔ آپ کو ہر بُری اور تکلیف دہ عادت سے کنارہ کرنا چاہئے اور دوسروں کے حقوق غصب نہیں کرنے چاہئیں۔ آپ کو اپنی پنجوقتہ نمازیں تن دہی سے باقاعدہ ادا کرنی چاہئیں۔ نماز میں نہایت عاجزی اور منکسر المزاجی سے خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے۔ آپ کو ایسے دوستوں کی صحبت سے کنارہ کش ہو جانا چاہئے جن کے زیر اثر آ کر آپ برائی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ آپ کو اپنے والدین کا احترام کرنا چاہئے اور اُن کی خدمت کرنی چاہئے اور اُن کی اچھی نصائح پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے گھر کے افراد کے لئے آپ کے دل میں شفقت اور رحم ہونا چاہئے۔ آپ کو اپنے ہمسایوں کو کسی ادنیٰ خیر سے بھی محروم نہیں کرنا چاہئے۔ جو آپ سے بُرا سلوک کرتے ہیں اُن کو معاف کرنے کے لئے آپ کو تیار رہنا چاہئے۔ آپ کا دل دوسروں کے بارہ میں ہر قسم کے بغض، عناد اور کینہ سے پاک ہونا چاہئے۔ ہر خاوند اور ہر بیوی کو ایک دوسرے کے اعتماد پر پورا اُترتے ہوئے دوسرے کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ آپ میں سے ہر ایک شرائط بیعت کی روشنی میں اپنی روحانی حالت کا جائزہ لینے والا ہو۔ آپ کی معاشرتی مجالس اور جلسے دوسروں پر بہتان تراشی یا دوسروں کی غیبت سے پاک رہنے چاہئیں۔ اپنی مجالس میں آپ کو ہمیشہ یہ خیال رہے کہ خدا تعالیٰ بھی ہر جگہ موجود ہے اور یہ بھی کہ آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سب سے بڑھ کر یہ بات ملحوظ رکھیں کہ آپ کو جوش و جذبہ کے ساتھ خدمتِ دین بجالانی ہے اور کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ کا ایک زندہ تعلق قائم ہو جائے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے آپ کا ایک قریبی تعلق قائم ہو جائے اور اُس کی عبادت ہی آپ کی زندگیوں کا مقصد ٹھہرے۔ قرآن کریم کے مطابق ہماری پیدائش کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اُس کا قرب حاصل کریں۔ قرآن کریم نے ہمیں جس بہترین عبادت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ نماز ہے اور یہ اپنے نفس کی اصلاح کا بہترین طریق ہے۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ روزانہ پنجوقتہ نماز کی بروقت اور باجماعت ادائیگی کو اپنی عادت بنالے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حوالہ سے ارشاد فرمایا ہے:

’’مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری رُوح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 170۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

’’سوائے وَے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔‘‘

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں آپ پر زور دیتا ہوں کہ باقاعدگی سے میرے خطبات جمعہ، دیگر خطابات اور تقاریر سننے کی عادت ڈالیں۔ اس طرح آپ کا بابرکت نظامِ خلافت سے رشتہ مضبوط ہوگا۔ آپ کو اپنے بچوں کو بھی خلافت کی مخصوص برکات سے متعلق بتانا چاہئے اور انہیں تلقین کرنی چاہئے کہ وہ ہمیشہ خلیفۂ وقت کے وفاشعار اور مخلص خدام میں شامل رہیں۔ آج تبلیغ اسلام کی عظیم ترین خدمت صرف خلافت احمدیہ کے نظام کے ساتھ منسلک

ہوکر ہی بجالائی جاسکتی ہے۔اس لئے آپ کو ہمیشہ اس بابرکت نظام کے ساتھ منسلک رہنا چاہئے اور اس بات کا یقین کرلینا چاہئے کہ آپ اور آپ کی آئندہ نسلیں ہمیشہ خلافت احمدیہ کی بابرکت رہنمائی اور سایہ تلے پروان چڑھیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں آپ کو تبلیغ کے حوالہ سے آپ کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ تبلیغ کرنا ہر احمدی مسلمان پر فرض ہے اور اپنے ذاتی کردار سے اعلیٰ نمونہ پیش کرنا تبلیغی کوششوں میں نہایت ممد و معاون ہے۔اس لئے اگر آپ کے افعال اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں گے اور آپ کا ہر قول اور فعل قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہوگا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن توقعات کے مطابق ہوگا جو حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں سے رکھی ہیں تو یہی وہ امور ہیں جن کے ذریعہ نائیجیریا میں خصوصاً اور دنیا بھر میں عموماً ہم اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلا سکیں گے۔

حضور انور نے موجودہ دَور کے عدم تحفظ کے احساس اور ذہنی پریشانیوں کے حوالہ سے فرمایا کہ ان کی وجہ سے امن کو خطرات لاحق ہیں۔اس لئے مَیں آپ کو مسلسل دعا کرنے اور اپنی ان دعاؤں کی طاقت کو مزید بڑھانے کی نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ وہ اس دنیا کو دہشتگردی، ہر قسم کے جبر اور تشدّد سے نجات دے۔ ہمیشہ ہماری پُرسوز، پُرجوش اور دل سے نکلی ہوئی دعائیں ہی زمین میں امن کی ضمانت دے سکتی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دنیا میں استحکام اب احمدیت کی فتح کے ساتھ وابستہ ہے اور امّتِ مسلمہ کے لئے خدا تعالیٰ کے افضال کا ظہور اب احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے اور تکالیف کا خاتمہ بھی احمدیت سے وابستہ ہے۔اس زمانہ میں بعض ممالک میں احمدی شدید ترین تشدّد کا نشانہ بنائے جارہے ہیں۔اس وجہ سے کہ ہماری دعا دراصل ایک مُضطر کی دعا ہے۔چنانچہ احمدیوں کی دعائیں ہی آج دنیا کے ہر خطّے میں رہنے والوں کے لئے امن اور تحفظ کی ضمانت ہیں۔

حضور انور نے اپنے پیغام کے آخر میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کا خود حافظ و ناصر ہو اور آپ سب پر رحمتیں نازل فرمائے۔

افتتاحی تقریر مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر مکرم عبدالعظیم صاحب مبلغ سلسلہ نے Khilafat and Global Peace کے عنوان پر کی۔اس تقریر کا خلاصہ ہاؤسا اور یوروبا زبان میں بھی پیش کیا گیا۔

اجلاس کے آخر پر مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی تلقین کی۔دعا کے ساتھ یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

نماز مغرب و عشاء کے بعد درس حدیث ہوا۔کھانے کے وقفہ کے بعد پروگرام کے مطابق حاضرین کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سنایا گیا۔

## جلسہ کا دوسرا دن 27 دسمبر 2014ء

دوسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کے بعد درس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے گزشتہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ پیش کیا گیا۔بعد ازاں ناشتہ دیا گیا۔

### دوسرے دن کا پہلا اجلاس

صبح 10 بجے دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم امیر صاحب نائیجیریا کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔عربی قصیدہ اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے چند ابتدائی کلمات کے بعد پہلے مقرر مکرم ڈاکٹر سعید تیجانی صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ کو بلایا۔آپ نے Politics, Social Justice and Global Peace -The Dilemma of Religion کے عنوان پر تقریر کی۔

دوسری تقریر مکرم امیر صاحب نائیجیریا کی Social Justice and sustainable development- Islamic view point کے عنوان پر تھی۔دونوں تقریروں کا ترجمہ ہاؤسا اور یوروبا زبان میں بھی کیا گیا۔

## معزز مہمانوں کے تأثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی متعدد معزز مہمانان نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔اس اجلاس میں Lagos State، Oyo State اور Kwara State سے کورٹ آف الورین کے گرینڈ جسٹس مکرم ایس۔او۔محمد صاحب کے علاوہ Ogun State کے گورنرز کے نمائندے اور مختلف مسالک کے چیف آئمہ کرام اور حکومتی افسران نے شرکت کرنے اور اپنے تأثرات کا اظہار کرنے کی سعادت پائی۔

❁ **الحاجی ایس او محمد (کوارا سٹیٹ میں شریعہ کورٹ آف اپیل کے گرینڈ قاضی) نے کہا:**

’مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ مَیں اس جلسہ کا حصہ ہوں۔تمام تقاریر محققانہ تھیں اور اچھے انداز میں کی گئیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ کے افراد اپنے اندر جوش، جذبہ، علم اور حلم اور اچھی تربیت رکھتے ہیں۔میں جماعت کے ماٹو' محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔The Academic Meri Award کی تقریب بھی ایک اچھا قدم ہے۔اس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے اندر ہی علماء اور پیشہ ور ماہرین کی ترقی ہوتی رہے گی۔میری آرزو ہے کہ جماعت احمدیہ آئندہ سالوں میں بھی جلسہ سالانہ کا انعقاد کرتی رہے۔‘

❁ **His Royal Majesty, Oba Abdul Rauf Olawaly Adekeji II Akinrun (of Ikirun, Osun State) نے کہا:**

’یہ جماعت ایک نہایت منظّم اور ضبط والی تنظیم ہے۔افراد جماعت کو The Award of Excellence دینا بہت بڑی بات ہے۔میری آپ سے درخواست ہے کہ اسے جاری رکھا جائے۔‘

❁ **His Royal Majesty, Oba Kehinde Olugbenle (Olu of Ilaro, Paramount Ruler of Yewaland, Ogun State) نے کہا:**

’یہ ایک زبردست جلسہ ہے۔ملک میں سیاسی اور اقتصادی حالات کے پیش نظر اس جلسہ کا مرکزی عنوان بالکل صحیح وقت پر رکھا گیا ہے۔‘

❁ **Alhaji (Engr.) Bashir Lawal (Representetive of the Executive Governor of State of Osun, Ogbeni Abdur Rauf Aregbesola) نے کہا:**

’ایگزیکٹو گورنر کی جانب سے مَیں جماعت احمدیہ کے سربراہ اور افراد جماعت کو اس جلسہ کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس جماعت کے افراد ہمیشہ قانون کے پابند اور پُرامن رہے ہیں۔Ogun سٹیٹ کی سیاست میں احمدیوں کے کردار کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔‘

اس کے بعد امیر صاحب نائیجیریا نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔دعا کے ساتھ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔ بعد ازاں کھانے کا وقفہ تھا۔معزز مہمانان کے کھانے کا انتظام ایک الگ مارکی میں کیا گیا۔

### دوسرے دن کا دوسرا اجلاس

شام 4 بجکر 30 منٹ پر دوسرے دن کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم عیسیٰ احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کیمرون کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔قصیدہ کے بعد صدر مجلس نے چند ابتدائی کلمات کہے۔پروگرام کے مطابق اس اجلاس میں ایک تقریر تھی۔ مکرم عبداللطیف بصاری صاحب نے Democracy, Good Gevernance and the Nigerian People in 2015- Our Responsibility کے عنوان پر کی۔اس تقریر کا بھی ہاؤسا اور یوروبا زبان میں ترجمہ کیا گیا۔

آخر پر صدر مجلس نے معزز مہمانان اور شاملین کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی۔7 بجکر 30 منٹ پر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی گئیں۔

دوسرے دن کا آخری پروگرام مجلس سوال جواب تھا۔کھانے کے بعد اس کا انعقاد کیا گیا۔مبلغین کرام کے علاوہ نیشنل سیکرٹری تبلیغ نائیجیریا اور ایک معلم صاحب نے سوالات کے مدلّل اور تسلی بخش جوابات دیئے۔

## جلسہ کا تیسرا دن 28 دسمبر 2014ء

دن کا آغاز حسب معمول نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر اور درس کے بعد ناشتہ کا انتظام تھا۔

### اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کا آغاز مکرم مشہود۔اے۔فشولا صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس کے بعد ایک قصیدہ پیش کیا گیا۔پروگرام کے مطابق اس اجلاس میں ایک ہی تقریر رکھی گئی تھی۔

مکرم الحاجی عبدالعزیز صاحب نائب امیر ساؤتھ ویسٹ نے Love for All, Hatred for None: Crossing the thresholds of differences in a multi -religious society کے عنوان پر تقریر کی۔

❁ **بعد ازاں اِس اجلاس کے مہمان خصوصی مکرم پروفیسر عبدالغنی جنبلی، یونیورسٹی آف الورین کے وائس چانسلر نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔آپ نے کہا کہ:**

’جماعت احمدیہ کو مجموعی طور پر ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ وہ صراط مستقیم پر گامزن ہے۔جماعت احمدیہ عالمگیر امن و آشتی کی فلاسفی کا پرچار کر رہی ہے جو اسلام کی فلاسفی ہے۔ہم اس امن و آشتی کو صرف اس وقت پا سکتے ہیں جب ہم سب ہر شعبہ میں انصاف کی راہ اختیار کریں گے۔ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے ہمسایوں سے باہمی تعلقات پیدا کرنے چاہئیں۔اللہ تعالیٰ اس جماعت کو برکت پر برکت دیتا چلا جائے۔‘

آخر پر جلسہ سالانہ قادیان کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لائیو خطاب دکھایا گیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اختتامی دعا سے جلسہ سالانہ نائیجیریا بھی اپنے اختتام کو پہنچا۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

❁ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کی حاضری مجموعی طور پر 49246 تھی۔الحمدللہ۔

❁ گھانا، ریپبلک آف بینن، اکٹوریل گنی، کیمرون اور چاڈ سے وفود نے شرکت کرنے کی توفیق پائی۔

❁ جلسہ کی مکمل کارروائی لجنہ کے پنڈال میں براہ راست دکھائی گئی۔نیز لجنہ کے اپنے پروگرام علیحدہ بھی ہوتے رہے۔

❁ جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک نمائش اور بک اسٹال بھی لگایا گیا۔کھانے کی اشیاء خریدنے کے لئے مارکیٹیں بھی لگائی گئیں۔

نائیجیریا کے صد سالہ جوبلی پروگرام 2016ء کے متعلق اس جلسہ کے دوسرے روز صد سالہ جوبلی کمیٹی اور ملکی سطح پر کمیٹی کے معاونین کی میٹنگ ہوئی۔جلسہ کے دوران جوبلی کے متعلق اہم اعلانات بھی کئے گئے۔نیز صد سالہ پروگرام کے سلسلہ میں shirts، ٹوپیاں اور stickers بھی فروخت کئے گئے۔لوگوں نے بڑی تعداد میں یہ اشیاء خریدیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا کرے۔آمین۔


RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)



قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

# جماعت احمدیہ روانڈا (مشرقی افریقہ) میں قرآن کلاس، قرآن سیمینار، نمائش قرآن مجید اور تقریب آمین کا کامیاب انعقاد

(عمران محمود۔ مربی سلسلہ روانڈا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے روانڈا کی دو جماعتوں میں تعطیلات کے دوران دو خصوصی قرآن کلاسز منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ کلاسز سے قبل ہر گھر اور ہر فرد جماعت سے مل کر قرآن کریم پڑھنے کی تحریک کی گئی۔ یہ کلاسز دو ماہ جاری رہیں جن کی مجموعی حاضری 25 تھی۔

یسرنا القرآن پڑھانے کے بعد ناظرہ قرآن کریم پڑھایا گیا۔ خدا کے فضل سے 11/احباب نے پہلی دفعہ قرآن کریم کا دَور مکمل کرنے کی توفیق پائی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ کلاس میں دینی معلومات کا نصاب بھی شامل تھا۔ قرآن کریم کا دور مکمل کرنے کے بعد ناظرہ قرآن اور دینی معلومات کے مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ آخر پر قرآن کریم مکمل کرنے اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ کلاس کا وقت روزانہ چار گھنٹے تھا۔ بعض اوقات بچوں کی دلچسپی کے لئے تفریحی پروگرام بھی کروائے جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو نو مبائع اطفال نے بھی قرآن کریم کا دَور مکمل کرنے کی توفیق پائی۔

## قرآن سیمنار 21 دسمبر 2014ء

کلاسز کے بعد نمائش قرآن کریم اور تقریب آمین کا پروگرام رکھا گیا۔ اس پروگرام میں ہر احمدی کو اپنے غیر احمدی دوستوں کو بلانے کی بھی درخواست کی گئی۔ سیمینار کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نو مبائع نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام 'نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا......' کا لوکل زبان میں ترجمہ مقامی روائتی انداز میں پڑھا۔ اور نظم 'قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا' ایک نو مبائع نے اردو میں ترنّم سے پڑھی اور ایک خادم نے اس کا لوکل زبان میں رواں ترجمہ کیا۔ دونوں نظمیں بہت پسند کی گئیں۔ افریقہ میں رہنے والے افراد جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں قرآن کے گیت گاتے دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ اس موقع پر درج ذیل تقاریر لوکل زبان میں کی گئیں۔

1. Introduction to the Holy Quran
2.Topics of the Holy Quran.
3. The beauty of the Holy Quran
4. Prophecies about the Holy Quran in the Bible and prophecies of the Holy Quran.
5. The Holy Quran a universal book.

ان تقاریر کا لوکل زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ خاکسار کے علاوہ 4 لوکل احباب نے بھی تقاریر کیں۔

## قرآن کریم کی نمائش

اس موقع پر قرآن کریم کی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اس میں قرآن کریم کے متعلق بائبل کی پیشگوئیاں؛ قرآنی آیات اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پر مشتمل بینرز آویزاں کئے گئے۔ قرآن کریم کے نسخے نیز جماعتی کتب بھی نمائش کی زینت رہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 225/افراد نے نمائش دیکھی اور نیک جذبات کا اظہار کیا۔

## تقریب آمین

قرآن سیمنار کے آخر پر مکرم صدر صاحب چگالی نے کلاس کی رپورٹ سنائی اور قرآن کریم مکمل کرنے والوں کو باری باری بلوایا اور خاکسار نے ان سے قرآن کریم سنا اور نائب صدر جماعت روانڈا نے قرآن مکمل کرنے والوں اور علمی مقابلہ جات میں اول دوئم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔ قرآن کریم مکمل کرنے والوں میں سات سال کی عمر سے لے کر اٹھارہ سال تک کے بچے شامل تھے۔ ہر بچہ باری باری سٹیج پر آکر لوکل زبان میں ایک چھوٹا سا پیغام زبانی سناتا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات بابت قرآن کریم پر مشتمل تھا۔ مثلاً 'جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے'۔

## سرکاری و مذہبی شخصیات کی شرکت

سیکٹر کے چیف صاحب نے اپنے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اپنے بچوں کو ان کا دین سکھانا اچھی بات ہے۔ کوئی مذہب برا نہیں۔ لوگ خواہ وہ بُرے ہوں یا اچھے ہر مذہب سے تعلق رکھ سکتے ہیں۔ چیف صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے متعلق آپؑ کی تحریرات نیز آپؑ کی تصویر تحفہ کے طور پر دی گئی۔

مذہبی شخصیات میں 3 پادری اور پاسٹر (غیر مقلّد پادری) شامل ہوئے اور تقاریر کے دوران دیئے جانے والے بائبل کے حوالے بھی نوٹ کرتے رہے۔ پروگرام کی کل حاضری 225 تھی۔ روانڈا میں کُل تین جماعتیں ہیں۔ تینوں جماعتوں کے احمدی احباب شامل ہوئے۔ ایک نئی نومبائع جماعت سے 6 احباب شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان پروگرامز کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

# جماعت احمدیہ تنزانیہ کے Ruvuma ریجن میں Secondary سکول کے طلباء کے لئے تربیتی کیمپ کا کامیاب انعقاد

(یوسف عثمان کامبالایا۔ مبلغ سلسلہ Ruvuma ریجن۔ تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 12 دسمبر 2014ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ تنزانیہ کو Ruvuma ریجن میں secondary سکول کے طلباء کے لئے تربیتی کیمپ کا انعقاد کرنے کی توفیق ملی۔

تربیتی کیمپ کے لئے مکرم امیر صاحب نے سلیبس تیار کروایا ہوا تھا جس کے مطابق روزانہ ایک ایک گھنٹے کے وقفہ کے ساتھ پیریڈز کا پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔

نماز تہجد با جماعت کے بعد نماز فجر ادا کی جاتی۔ بعد ازاں طلباء کا ورزشی پروگرام ہوتا۔ ناشتہ کے بعد روزانہ نو بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک کلاسز ہوتیں۔ نمازِ ظہر اور عصر نیز کھانے کا وقفہ ہوتا۔ نماز عصر کے بعد درس حدیث ہوتا اور اس کے بعد کلاسز جاری رہتیں۔

مکرم امیر صاحب کے تیار شدہ سلیبس کے مطابق مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے رہے۔ قرآن مجید پہلا پارہ ناظرہ، یسرنا القرآن، حدیث شریف، اسلام کے بنیادی ارکان، کلام، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی سیرت، عبادات یعنی نماز روزہ وغیرہ، فقہ احمدیہ اور نظام جماعت احمدیہ۔

نماز مغرب کے بعد سے لے کر عشاء تک ایک پیریڈ ہوتا تھا۔ دن میں یہ پڑھائی کا آخری پیریڈ ہوتا تھا۔ پھر رات کا کھانا سب طلباء کھاتے اور یہ کھانا خود تیار کرتے البتہ کھانے کی چیزیں انہیں فراہم کی جاتی تھیں۔ کھانا کھانے کے بعد سب کو جلد سونے کی تاکید کی جاتی تاکہ صبح نماز کے لئے وقت پر اٹھ سکیں۔ فجر کے بعد قرآن شریف کا درس ہوتا جس میں دیگر احباب بھی طلباء کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ اس عرصہ میں سب طلباء نماز باجماعت باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پندرہ دنوں میں کورس مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ بعد میں تمام طلباء وطلبات کا امتحان لیا گیا جس میں شاملین کی اکثریت کامیاب رہی۔

## اختتامی تقریب

26 دسمبر 2014ء بروز ہفتہ نماز ظہر کے بعد اختتامی تقریب منعقد کی گئی۔ اس تقریب میں ریجنل صدر صاحب سونگیا، صدر صاحب جماعت سونگیا کے علاوہ طلباء وطالبات کے والدین نے بھی شرکت کی۔ تقریب کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں طلباء نے احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم زبانی پڑھ کر سنائیں۔ کچھ طلباء نے ارکان اسلام پڑھ کر سنائے اور ان کی تشریح کی۔ ایک طالب علم نے نظام جماعت کے بارہ میں ضروری معلومات بیان کیں۔ اسی طرح ناصرات نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پُر معارف عربی قصیدہ 'یا عین فیض اللہ والعرفان' خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد طلباء کو سندیں دی گئیں۔

اس کے بعد ریجنل پریذیڈنٹ اور صدر جماعت سونگیا نے طلباء سے خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں طلباء کو زرّیں نصائح سے نوازا۔ دعا کے بعد خاکسار نے شاملین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 36 طلباء وطالبات نے اس کیمپ میں شرکت کرنے کی توفیق پائی۔

خدا کرے کہ یہ تربیتی کیمپ کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے اور اس کے بہترین نتائج پیدا ہوں۔ آمین۔

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ نمبر 18

❁ جب مَیں پرائیویٹ سیکرٹری تھا تو ایک نوجوان حضورؓ سے ملنے کے لئے آیا۔ مَیں نے اُسے بتایا کہ حضورؓ بیمار ہیں۔ اُس نے بہت اصرار کیا تو مَیں نے ڈاک پیش کرتے وقت اُس نوجوان کا ذکر بھی کر دیا۔ عموماً حضورؓ ایسے مواقع پر وقت دے دیتے تھے یا معذرت کر لیتے تھے لیکن اُس روز مجھے فرمایا کہ کل جواب دوں گا۔ اگلے روز مَیں نے پوچھا تو فرمایا کہ رات مَیں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ اُس نے چادر لی ہوئی ہے اور اُس میں خنجر چھپایا ہوا ہے۔ چنانچہ مَیں نے تفصیل بتائے بغیر اُس نوجوان سے معذرت کر دی۔ وہ بار بار آتا، اصرار کرتا اور ہر بار مَیں معذرت کر دیتا۔ پھر وہ خطوں میں سخت کلامی کرنے لگا، آخر حضورؓ کے خلاف سخت کلامی کرنے لگا اور پھر احمدیت ہی چھوڑ گیا۔ دراصل جب آپؓ نے کہا تھا کہ کل بتاؤں گا تو الٰہی خبر کے مطابق کہا تھا۔

❁ اللہ تعالیٰ نے آپؓ میں عجیب جذب رکھا تھا کہ لوگ آپؓ کے گرد جمع ہو جاتے۔ معصوم بچے آپؓ سے چمٹ جاتے۔ اگر کوئی تکلیف بھی دیتا تو بھی آپؓ اپنی شفقت میں کبھی کمی نہ کرتے۔ خلافت سے قبل ایک شخص نے (جس پر آپؓ کے بہت احسانات تھے) ایک خط میرے ہاتھ لفافہ میں بند کر کے آپؓ کو بھجوایا۔ اگلے روز آپؓ نے مجھ سے کہا کہ تم نے مجھے بہت گالیاں دلوائی ہیں۔ لیکن اُس دوست سے شکوہ نہ کیا اور نہ ہی اپنے احسانات میں کوئی کمی کی۔

❁ حضورؓ خدمت کرنے والے واقفین کی بہت قدر کرتے تھے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب (آف نائیجیریا) فوت ہوئے تو مجلس کارپرداز نے بعض وجوہ کی بِنا پر سفارش کی کہ تدفین بہشتی مقبرہ میں نہیں ہونی چاہئے۔ متعلقہ کارکن جب یہ فائل لے کر آیا تو حضورؓ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کی ایسی خدمات تھیں کہ اگر وہ موصی نہ بھی ہوتے تو بھی مَیں اُن کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرواتا۔

❁ آپؓ بہت باحیا تھے۔ کوئی ناپسندیدہ بات دیکھتے تو نظریں جھک جاتیں اور چہرہ شرم سے سُرخ ہو جاتا۔ روکنا بھی ہوتا تو مناسب طریق پر روکتے۔

❁ حضورؓ کی ایک پرانی ڈائری سے چند مندرجات پیش ہیں جن سے آپؓ کی سوچ کی پاکیزگی کا اندازہ ہو سکتا ہے:

❁ (16 اپریل 1932ء۔ عید کا دن) ''ایک افسردہ دل کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے ہی افسردہ خیالات کی دنیا میں غرق رہے اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ۔ حقیقی خوشی تو اللہ تعالیٰ کو ہی مل کر حاصل ہوتی ہے اور اس کے علاوہ سب رنج اور افسردگی ہی ہے۔ پھر عید، عید کیسی؟''

❁ (26 مئی 1934ء) ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا دن ہے۔ ہر چہرہ اداس ہے ہر دل غمگین۔ مگر یہ غم شیعوں کا غم نہیں جس کا بہترین اظہار ماتم میں سمجھا گیا ہے۔ یہ غم وہ غم ہے جو دل میں ابدی تڑپ پیدا کرتا ہے اور ایک نہ ختم ہونے والی عملی قوت کا انسان کو مالک بنا دیتا ہے۔ یہ روح کو بے چین کر دیتا ہے مگر صرف بے چین ہی نہیں کرتا بلکہ ایسے راستے بھی بتاتا ہے کہ جن کے ذریعہ سے اس کی بے چینی کا اچھا (خوشکن) نتیجہ نکل سکے''۔

# اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر155)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ دسمبر 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

## حافظ آباد میں اینٹی احمدیہ کانفرنس

**کوٹ شاہ عالم، ضلع حافظ آباد: 9/ دسمبر 2014ء:** یہاں پر مخالفینِ احمدیت نے ایک ختمِ نبوّت کانفرنس کروائی۔ اس کے انتظامات میں ایک مقامی ملّاں سلیم احمد سیالوی پیش پیش تھا۔ اس کانفرنس سے پہلے گردو پیش کے دیہات میں احمدیوں کے خلاف لیف لیٹس تقسیم کیے گئے اور اس کانفرنس میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونے کا کہا گیا۔ اس کانفرنس میں گرد و پیش کے دیہات سے لوگ ایک تعداد میں شامل ہوئے۔

معمول کے عین مطابق ختمِ نبوّت کے مقدّس نام پر کیے جانے والے اس جلسہ میں تمام مقرّرین نے عوام الناس کے سامنے جماعتِ احمدیہ اور حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں جھوٹی باتیں پیش کر کے ان کے جذبات کو جماعتِ احمدیہ کے خلاف ابھارا۔ مقامی انتظامیہ اور پولیس کو اس کارروائی سے قبل باقاعدہ طور پر اطلاع دے دی گئی تھی۔ لہٰذا کسی بھی قسم کے ناخوشگوار واقعہ سے بچنے کے لئے پولیس کی نفری اس جلسہ پر موجود رہی۔

## دھمکی آمیز خط

**شالیمار ٹاؤن، لاہور؛ 8/دسمبر 2014ء:** مقامی جماعت کے سیکرٹری امورِ عامہ مظفر احمد کے گھر کسی نامعلوم شخص نے ایک دھمکی آمیز خط پھینک دیا۔ اس میں جو پیغام درج تھا اس کا خلاصہ کچھ اس طرح سے ہے:

'اللہ اکبر۔ مرزائیو سنو! ہم تمہیں اس گھر سے چلے جانے کے لئے ایک ماہ کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر تم نے یہ گھر نہ چھوڑا تو ہم تم پر اور تمہارے گھر والوں کو بم سے اڑا دیں گے۔ اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو تم عنقریب اپنی والدہ اور بہن کی لاش دیکھو گے۔ یہاں سے ایک ماہ کے اندر اندر دفع ہو جاؤ۔ ہم تمہاری عبادتگاہ پر بھی حملہ کریں گے۔'

اس واقعہ کے بعد تھانہ باغبانپورہ میں ایک رپورٹ درج کروائی گئی جس پر پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

## قابلِ توجہ خبریں

**الف۔ لاہور، 2/دسمبر 2014ء:** لاہور سے شدّت پسندوں کی ترجمانی کرنے والے ایک اخبار روزنامہ اسلام نے اپنے 2/دسمبر کے شمارہ میں درج ذیل خبر شائع کی جو قارئین کی توجہ کے لئے درج کی جاتی ہے:

'لاہور میں ادارۃ القرآن میں کروائے جانے والے ختمِ نبوّت کورس میں 300 افراد نے حصہ لیا۔ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے زیرِ اہتمام تین روزہ کورس کا انعقاد ادارۃ القرآن شادی پورہ بندروڈ لاہور میں کروایا گیا تھا۔

کورس میں شامل ہونے والوں کو اختتامی تقریب میں اسناد و انعامات دیے گئے۔ اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام نے کہا کہ امتِ مسلمہ نے ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لئے ان گنت قربانیاں پیش کی ہیں۔ ...... مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کے توسط سے ہزاروں قادیانیوں نے 'اسلام' قبول کیا ہے......'

**ب۔ قبولِ اسلام کانفرنس قصور**

ختمِ نبوّت ٹی وی چینل جلد شروع ہو رہا ہے

(ڈاکٹر احمد علی سراج کویتی)

دو مختلف ناموں یعنی انٹرنیشنل ختمِ نبوّت اور علمی مجلس ختمِ نبوّت کے ساتھ کام کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ایک خاص حکمت ہے۔

مرزائی اپنے بدعتی عقائد اسلام کے نام پر پھیلا رہے ہیں۔ (طاہر عبدالرزاق)

قصور، نمائندۂ خصوصی: انٹرنیشنل تحریکِ ختمِ نبوّت کے مرکزی سیکرٹری مولانا احمد علی سراج نے کہا ہے کہ قادیانیت کے کفر کے خلاف عنقریب ختمِ نبوّت کا ٹی وی چینل شروع کیا جا رہا ہے۔ تمام کاغذی کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔ دو مختلف ناموں یعنی انٹرنیشنل ختمِ نبوّت اور علمی مجلس ختمِ نبوّت کے ساتھ کام کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ایک خاص حکمت ہے۔ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ان دونوں تنظیموں میں باہم کوئی اختلاف ہے۔ یہ ہمارے سینئر علماء کا فیصلہ ہے۔ یہ بات انہوں نے شبّانِ ختمِ نبوّت کے زیرِ اہتمام کروائے جانے والے تین روزہ ختمِ نبوّت کورس کے اختتام پر منعقد کی جانے والی قبولِ اسلام کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اس تقریر سے قبل مجاہدِ ختمِ نبوّت طاہر عبدالرزاق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائی اپنے بدعتی عقائد اسلام کے نام پر پھیلا رہے ہیں۔ ان کے Greater Israel منصوبہ میں مدینہ منوّرہ ریاستِ اسرائیل کا حصہ ہوگا (نعوذ باللہ)۔ یہ بات مسلمانوں کے لئے قابلِ فکر ہونی چاہیے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر گستاخِ رسول کے قانون کو چھیڑا گیا تو ہر مسلمان غازی علم دین بن جائے گا......'

ان باتوں کو پڑھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ باتیں جن کا حقیقت سے دُور کا بھی تعلق نہیں علماء سستی شہرت حاصل کرنے اور عوام الناس کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف ابھارنے کے لئے ان باتوں کو اپنی تقاریر کی زینت بنا رہے ہیں۔ دوسری جانب عوام الناس کو سختی سے منع کیا جاتا ہے کہ کسی احمدی سے اس کے عقیدے کے بارے میں بات نہیں کرنی، سوال نہیں کرنا۔ گویا حقیقت تک پہنچنے اور علم حاصل کرنے کا دروازہ ہی بند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ ملکِ عزیز میں نفرتوں کے شجر پروان چڑھ رہے ہیں اور شدّت پسندی کی رَو میں اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ حکومتِ وقت ان حالات میں قوانین موجود ہونے کے باوجود ایسے عناصر کے خلاف کوئی بھی اقدامات کرتی دکھائی نہیں دیتی۔

## جماعتِ اسلامی کے ملّاں کی ایک احمدی کو دھمکیاں

**بچیکی، ضلع ننکانہ، نومبر/دسمبر 2014ء:** یہاں کے رہائشی احمد علی نے کچھ عرصہ قبل لاہور میں جماعتِ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اسے شاید اس بات کا اندازہ ہی نہ تھا کہ جماعتِ احمدیہ میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد کس قدر مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ شدید مخالفت اور دباؤ کے باعث اس نے جماعتِ احمدیہ کو چھوڑ دیا۔

لاہور سے جب احمد علی اپنے علاقہ میں واپس آیا تو جماعتِ اسلامی کے بعض ملّاؤں نے اس پر طرح طرح کا دباؤ ڈال کر اسے دوبارہ 'مسلمان' بنالیا۔ اسے دوبارہ کلمہ پڑھوایا گیا (جو کہ احمدیوں کے کلمہ سے مختلف نہ ہے) اور اس کا نکاح بھی دوبارہ پڑھا گیا۔

اب احمد علی جماعتِ اسلامی کے مُلّاں کے ہاتھ کا ایک کھلونا بن چکا تھا۔ انہوں نے اسے مجبور کیا کہ وہ ایک مقامی احمدی ٹیچر بشیر نثار کے خلاف پولیس میں رپورٹ درج کروائے کہ انہوں نے اسے احمدیت کی تبلیغ کی ہے اور لٹریچر دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پولیس میں بشیر نثار کے خلاف ایف آئی آر درج کروانے کی بھی کوشش کی جارہی ہے۔ احمدی ٹیچر کو فرقہ وارانہ شدّت پسندوں کی طرف سے اب شدید دھمکیوں کا سامنا ہے۔

## ملّاں، نفرت کا بیوپاری

**ربوہ، 28/ دسمبر 2014ء:** روزنامہ جنگ لاہور میں شائع ہونے والی ایک پریس رپورٹ کے مطابق مجلس احرارِ اسلام اور تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت باہم مل کر 12/ ربیع الاوّل کے روز ربوہ کی ایک مسجد میں ایک کانفرنس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق پاکستان کے تمام صوبوں اور آزاد کشمیر سے اس کانفرنس میں ہزاروں لوگوں کی آمد متوقع ہے۔ اس کانفرنس کی صدارت ملتان سے تعلق رکھنے والا ملّاں سید عطاء المہیمن بخاری کرے گا۔ عوام کے لئے ذیل میں کچھ حقائق درج کیے جارہے ہیں:

☆ احرار وہ بدنامِ زمانہ سیاسی پارٹی ہے جس نے احمدیوں کے خلاف پنجاب میں 1953ء کے دوران ہونے والے فسادات برپا کرنے کے لئے خاص کردار ادا کیا تھا۔ ان فسادات کی رپورٹ لکھنے والے لاہور ہائی کورٹ کے ججوں نے اپنی رپورٹ میں واضح طور پر یہ لکھا تھا کہ احرار نے مذہب کو ایک ادنیٰ درجہ کے مقصد کے حصول کے لئے استعمال کیا اور لوگوں کے جذبات کو مذہب کے نام پر ابھار کر اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کی کوشش کی۔

☆ احرار کی ان مذموم حرکات کی وجہ سے اس وقت کافی لے دے ہوئی لیکن گزشتہ چند سالوں سے اس پارٹی نے دوبارہ سر اٹھایا ہے۔ اور ماضی میں استعمال شدہ لائحہ عمل کو ایک مرتبہ پھر بروئے کار لاتے ہوئے اپنے مذموم مقاصد کے حصول اور لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے 'ختمِ نبوّت' کے مقدّس نام کو استعمال کر رہے ہیں۔

☆ سانحۂ پشاور کے بعد پاکستان کی سِول سوسائٹی اور حکومتی انتظامیہ فرقہ وارانہ اختلافات کو ختم کرنے کے لئے کوشاں نظر آتی ہے۔ جبکہ ملّاں الٹی گنگا بہانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مختلف بہانوں سے کبھی عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر، کبھی ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور کبھی ختمِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کانفرنسیں کر کے عوام میں مزید اختلافات کو ہوا دیتا نظر آتا ہے۔

☆ ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ انتظامیہ ملتان سے تعلق رکھنے والی ایک تنظیم کو کئی سو کلومیٹر دور واقع ضلع چنیوٹ کے شہر ربوہ کے اندر ایک مذہبی کانفرنس کرنے کی اجازت کس بنیاد پر دے سکتی ہے؟

☆ مزید برآں یہ کہ ایک ایسے شہر میں کہ جس کی پچانوے فیصد آبادی احمدیوں پر مشتمل ہے وہاں پورے پاکستان سے لوگوں کا ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر ایک مذہبی دن کو منانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

☆ ان لوگوں نے پریس میں یہ اعلان کیا ہے (روزنامہ الشرق، 28/ دسمبر 2014ء) کہ وہ ایک فقید المثال جلوس نکالیں گے۔ یہ جلوس مسجدِ احرار سے شروع ہوگا اور اقصیٰ چوک اور ایوانِ محمود کے سامنے ملّاں اس جلوس سے خطاب کریں گے جس میں احمدیوں کو قبولِ اسلام کی دعوت دی جائے گی۔

ان تمام امور کے پیشِ نظر جماعتِ احمدیہ کی مرکزی قیادت نے حکومتی انتظامیہ کے متعلقہ دفتروں کو ضروری اقدامات کرنے کے لئے ایک چٹھی تحریر کی ہے۔ ان ایام میں جبکہ سانحہ پشاور کا زخم ابھی ہرا ہے دوبارہ فرقہ وارانہ انتشار کو ہوا دینا قومی مفاد میں معلوم نہیں ہوتا۔

مُلّاں کا اس نازک موقع پر یہ کانفرنس کرنا سوائے نفرت کے بیوپار کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان کی شدّت پسندی اور فرقہ وارانہ فسادات کے خلاف بیان بازی صرف اخباری چٹکلے ہیں یا وہ سنجیدگی سے اس بارہ میں کوئی عملی اقدامات بھی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

ماہنامہ ’’تحریک جدید‘‘ ربوہ جون 2010ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے اپنے والد محترم (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) کے بارہ میں ’’سیّدی ابّا‘‘ کے عنوان سے اپنی یادوں کو قلمبند کیا ہے۔ ان میں سے ایسے واقعات ہدیۂ قارئین ہیں جو قبل ازیں ’الفضل ڈائجسٹ‘ کی زینت نہیں بنائے گئے۔

حضورؒ کو پیدائش کے کچھ عرصہ بعد حضرت امّاں جانؓ نے گود لے لیا تھا اور آپؒ کی تربیت کی ذمّہ داری بھی اٹھالی۔ جب آپؒ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں زیرتعلیم تھے اور آپؒ کے کزنز دنیاوی تعلیم حاصل کررہے تھے تو ایک دن حضرت مصلح موعودؓ نماز پڑھانے کے بعد واپسی پر حسب معمول حضرت امّاں جانؓ کے پاس رُکے تو انہوں نے کہا کہ ’میاں! سب بچے تعلیم میں آگے نکل گئے ہیں، ناصر پیچھے رہ گیا ہے‘۔ حضورؓ نے مسکرا کر کہا: ’امّاں جان! فکر نہ کریں یہ سب سے آگے نکل جائے گا‘۔

❁ سیّدی ابّا (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) کی جسمانی صلاحیتیں بچپن سے ہی غیرمعمولی تھیں۔ آپؒ سردیوں میں بھی ٹھنڈے پانی سے نہاتے۔ باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے۔ کونین چبا کر کھا جاتے۔ نوجوانی میں گھوڑے سے گر کر بازو ٹوٹا تو بغیر بیہوش ہوئے بازو ٹھیک کروایا اور جرمنی میں Tonsils کا آپریشن بھی بغیر بیہوش ہوئے کروایا۔

شکار کا شوق تھا۔ نشانہ ایسا پختہ تھا کہ اُڑتی ہوئی بھڑ کا نشانہ ایئرگن سے لیا کرتے تھے۔

❁ ایک بات مجھے اپنے بچپن میں بھی عجیب لگا کرتی تھی کہ سیّدی ابّا جب دورے پر جاتے امّی اور ہم بچوں کو حضرت امّاں جان کے ہاں چھوڑ جاتے۔ جب امّاں جان آپؒ کی غیرموجودگی کو زیادہ محسوس کرتیں تو اونچی آواز میں آپؒ کو آواز دیتیں: ’ناصر‘۔ عین اُسی وقت آپ دارالمسیح میں داخل ہوتے اور زور سے السلام علیکم کہتے۔ امّاں جان نے آپؒ کی شادی کے بعد کوٹھی ’النصرت‘ آپؒ کے لئے تعمیر کروائی تھی۔ امّاں جانؓ روزانہ صبح اور کبھی شام کو بھی سیر کرتے ہوئے وہاں تشریف لایا کرتیں۔ صبح کو امّاں جانؓ، سیّدی ابّا اور امّی باغیچہ میں سیر کرتے تو سیّدی ابّا چنبیلی کی کلیاں توڑ کر حضرت امّاں جانؓ کو پیش کرتے۔

❁ سیّدی ابّا بہت بہادر تھے۔ بڑے بڑے خطروں میں اپنے آپ کو ڈال لیتے۔ 1947ء میں حفاظتِ مرکز آپؒ کی ذمہ داری تھی۔ ایک دن جب محصور خواتین کو گلی کی دوسری طرف سے چھت پر پھٹّے رکھ کر مسجد اقصیٰ لایا جارہا تھا اور آپ مسجد کی ایک کھڑکی کے پاس کھڑے تھے اُس وقت نیچے سے ایک سکھ نے فائر کرنے کے لئے رائفل اٹھائی تو چودھری ظہور احمد صاحب (سابق ناظر دیوان) کی نظر اُس پر پڑی۔ آپؒ کو ہوشیار کرنے کا وقت نہیں تھا۔ انہوں نے پیچھے سے آپؒ کو دھکا دے دیا اور آپؒ گر پڑے۔ آپ بہت احسان مند اور دوست نواز تھے۔ تمام عمر اُن کے اس احسان کو نہیں بھولے۔ خلافت کے بعد جب کبھی بیمار ہوتے اور دفتر نہ جاتے تو چودھری صاحب اُن ایک دو آدمیوں میں شامل تھے جن کو اپنے بیڈروم میں ملاقات کے لئے بلا لیتے۔

❁ آپؒ غیرمعمولی متوکّل انسان تھے۔ قادیان میں ایک دفعہ میری بہن امۃ الشکور سخت بیمار تھی۔ آپؒ علاج وغیرہ کے لئے پاس بیٹھے رہے۔ پھر امّی سے کہا کہ میری ایک ضروری میٹنگ ہے، زندگی موت خدا کے ہاتھ میں ہے، مَیں جاتا ہوں۔ واپس آئے تو بچی ٹھیک ہوچکی تھی۔

❁ ایک بار آپؒ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شکار پر گئے۔ واپسی پر مغرب کے بعد کا وقت تھا کہ ایک غیرآباد علاقہ میں موٹر کھڑی ہوگئی۔ آپؒ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سب خاموش رہیں، مَیں دعا کرکے درود پڑھ کر اسے اسٹارٹ کروں گا، انشاء اللہ یہ چل پڑے گی۔ سفر کے دوران سب دعائیں کریں اور کوئی بات نہ کرے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ موٹر چلنے لگی اور پچاس ساٹھ میل کا فاصلہ طے کرکے ایک ورکشاپ کے سامنے خودبخود رُک گئی۔ ورکشاپ والے نے دیکھا تو کاربوریٹر مٹّی سے اَٹا پڑا تھا۔ اُس نے کہا کہ مَیں مان ہی نہیں سکتا کہ پٹرول کا ایک قطرہ گزرے بغیر اس حالت میں یہ موٹر اتنا فاصلہ طے کرکے آئی ہے۔

❁ ایک دفعہ اس کے برعکس ایک معجزہ ہوا کہ ایک جماعتی دورہ کے دوران جو ڈرائیور آپؒ کو لے کر گیا اُس نے اس قدر Rash Driving کی کہ آپؒ نے سوچ لیا کہ واپس اس کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ لیکن واپسی کے وقت وہی ڈرائیور اپنی کار لے کر آ گیا اور آپؒ لحاظ میں اُس کی موٹر میں بیٹھ گئے۔ لیکن جب اُس نے اسٹارٹ کرنا چاہی تو باوجود کوشش کے اسٹارٹ نہ ہوسکی۔ کافی دیر بعد انتظامیہ نے ایک دوسری موٹر کا انتظام کیا۔ جب آپؒ اُس میں بیٹھ کر روانہ ہوئے تو پہلی موٹر بھی اسٹارٹ ہوگئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے غیب سے آپؒ کی خواہش کو پورا کردیا۔

❁ لاہور میں فسادات کے زمانہ میں امّی کے ایک ماموں کزن (جو شیعہ تھے) ہمارے ہاں آئے اور ابّا سے کہنے لگے: میاں تواڈے بعد ساڈی واری اے۔ آپؒ نے بے ساختہ جواب دیا: میاں! آرام دے نال سوجاؤ، نہ ساڈا بعد آئے گا نہ تواڈی واری آئے گی۔

❁ تعلیم الاسلام کالج جب لاہور میں تھا تو وہاں ہوسٹل میں غیرازجماعت لڑکے بھی رہتے تھے۔ اُن میں سے دو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے تھے اور احمدیوں کے خلاف ہونے والے جلوسوں میں بھی شامل ہوتے تھے۔ ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ نے اُن کی شکایت کی تو آپؒ نے اُن لڑکوں کو بلاکر فرمایا کہ جلوسوں میں شامل ہونا تمہارا ذاتی معاملہ ہے اور مَیں تمہیں اُس سے نہیں روکتا لیکن اگر تم نے ہوسٹل کے قواعد کی خلاف ورزی کی، وقت پر واپس نہ آئے یا کلاسز اٹینڈ نہ کیں تو پھر ایکشن لیا جاسکتا ہے۔ جب فسادات ختم ہوگئے تو اُن لڑکوں نے ندامت سے کبھی آپؒ کے سامنے آنکھ نہیں اٹھائی۔

❁ ایک دفعہ مال روڈ لاہور پر برٹش کونسل لائبریری میں ایک دوست سے تعارف ہوا۔ جب اُن کو سیّدی ابّا سے میرے تعلق کا علم ہوا تو وہ سامنے کافی ہاؤس میں لے گئے اور پھر جب ہم باہر نکلے تو وہ سامنے کھڑے ہوئے ایک ریڑھی والے کی طرف اشارہ کرکے مجھے کہنے لگے کہ اپنے ابّا سے کہنا کہ اگر وہ مجھے نہ پڑھاتے تو مَیں آج ریڑھی چلا رہا ہوتا۔ پھر بتایا کہ مَیں ایک بہت غریب لڑکا تھا، کسی کالج میں داخلہ نہیں لے سکتا تھا۔ بالآخر کسی نے کہا کہ تمہارا مسئلہ ٹی آئی کالج کے پرنسپل ہی حل کرسکتے ہیں، اُن کے پاس چلے جاؤ۔ جب مَیں آپؒ سے ملا تو آپؒ نے نہ صرف داخلہ دے دیا بلکہ کالج اور ہوسٹل کے میرے تمام اخراجات معاف کرنے کے علاوہ میرے ذاتی اخراجات بھی اٹھالئے اور پھر مجھے لاء کالج میں بھی پڑھایا۔

❁ ایک دفعہ پنجاب یونیورسٹی کی سینیٹ کی میٹنگ کے دوران باہر لڑکوں نے مظاہرہ کیا۔ آپؒ نے وائس چانسلر سے لڑکوں کو خاموش کروانے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم میں سے تو کسی کی ہمّت نہیں۔ اس پر آپؒ نے باہر جاکر لڑکوں سے کہا کہ نعرہ بازی سے تو مطالبہ نہیں مانا جاسکتا، ہاں اگر مجھ پر اعتماد ہے اور مطالبہ جائز ہے تو اس کے مطابق فیصلہ کروادوں گا۔ اس پر لڑکے ’مرزا ناصر احمد زندہ باد‘ کے نعرے لگاتے ہوئے چلے گئے۔ بعدازاں آپؒ کی تجویز پر سینیٹ نے لڑکوں کا مطالبہ بھی مان لیا۔

❁ 1953ء کے فسادات کے دوران رتن باغ میں قیام تھا کہ فجر کے بعد ایک ملازم نے آکر بتایا کہ فوج نے گھیرا ڈالا ہوا ہے اور ایک کپتان صاحب ملنا چاہتے ہیں۔ سیّدی ابّا اُس وقت تلاوت کررہے تھے۔ آپؒ نے اُن کو بلالیا اور بڑے تپاک سے ملتے ہوئے کہا کہ مَیں تو کب سے آپ کا انتظار کررہا تھا، آپ نے دیر کردی۔ وہ حیران ہوئے۔ پھر آپؒ نے اُن کو گھر کی تلاشی دلوائی۔ کچھ نہ ملا۔ وہ واپس جانے کو تھے کہ آپؒ نے کہا کہ ایک بکس رہ گیا ہے وہ بھی دیکھ لیں۔ اُس میں سے امّی کے جہیز کا ایک ریاستی خنجر نکلا۔ گویا اُن کے ہاتھ ایک بات آگئی۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے گھر سے رائفل کی کچھ گولیاں ملیں۔ یہ گولیاں اُس contract میں سے بچی ہوئی تھیں جو حکومت نے آپؓ کو فوج کے اسلحہ کے لئے دیا تھا کیونکہ آپؓ کا ایمونیشن بنانے کا کارخانہ تھا۔ بہرحال دونوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ سیّدی ابّا نے چلنے سے پہلے ہم چاروں بچوں کو کہا کہ گھبرانا نہیں، امّی کے سامنے جاکر نہ رونا نہ اُن کو کچھ کہنا (لقمان کی پیدائش کا وقت تھا اور امّی ہسپتال میں تھیں)۔

❁ جب آپ کو گرفتار کرکے لے جانے لگے تو کیپٹن صاحب نے ڈرائیور سے کہا کہ تم پیچھے بیٹھو، گاڑی مَیں چلاؤں گا اور پھر سیّدی ابّا سے کہا کہ آپ آگے ساتھ بیٹھ جائیں۔ آپؒ نے کہا کہ نہیں چچاجان (حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ) کو آگے بٹھائیں۔ بعد میں یہ کیپٹن صاحب بتایا کرتے تھے کہ مرزا صاحبان نہایت سکون، وقار اور اطمینان کے ساتھ گئے جبکہ فلاں جماعت کے ایک لیڈر کو پکڑنے مَیں گیا تو وہ کانپتے ہوئے میرے پاؤں میں گر پڑا اور کہا کہ خدارا جو لکھوانا ہے لکھوالو، لیکن مجھے پکڑو نہیں۔

❁ جیل کی کوٹھڑی میں کوئی کھڑکی یا روشندان نہیں تھا۔ پہلی رات جب سونے کا وقت آیا تو آپؒ نے دعا کی کہ ’الٰہی مَیں کسی جرم میں تو نہیں پکڑا گیا، صرف تیری وجہ سے پکڑا گیا ہوں اور اس پر راضی ہوں لیکن گرمی برداشت نہیں کرسکتا۔ پس تُو اس عاجز بندہ کے لئے ہوا چلادے‘۔ ابھی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور آپؒ اطمینان سے سوگئے۔

❁ آپؒ کو پانچ سال قید بامشقّت اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا ہوئی تو مشقّت کے طور پر آپؒ کو روئی سے تکلے پر دھاگہ بنانا ہوتا تھا۔ جیل میں قیدیوں پر نمبردار ہوتا ہے۔ آپ کے نمبردار نورا صاحب تھے۔ اُن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اِن اسیروں کی ایسی محبت ڈال دی تھی کہ وہ اِن دونوں سے روئی خود لے جاتے تھے اور ویسے بھی ہر طرح خیال رکھتے۔ اُس زمانہ میں جیل کے وزیر سیّدی ابّا کے ایک پرانے دوست تھے۔ وہ ایک بار دورہ پر آئے تو آپؒ سے پوچھا کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ فرمایا کہ ہم بالکل ٹھیک ہیں۔ پھر سیّدی ابّا اُن کو ایک طرف لے گئے اور کہا کہ ہمارے نمبردار کی مدّتِ جیل تھوڑی رہ گئی ہے اگر آپ کچھ کرسکتے ہیں تو ان کی رہائی کا انتظام کروادیں۔ چنانچہ انہوں نے اُسی وقت نمبردار صاحب کے کاغذات بھجوانے کو کہا اور کچھ عرصہ بعد اُن کی رہائی عمل میں آگئی۔

❁ 1974ء کے فسادات کے دنوں میں مَیں آکسفورڈ میں پڑھ رہا تھا۔ آپؒ کی اجازت سے مَیں واپس آیا تو فسادات ختم ہوچکے تھے۔ آپؒ نے مجھے بتایا کہ اسمبلی میں ہر سوال جو مجھ سے ہوتا تھا خداتعالیٰ الہاماً مجھے اس کا جواب بتاتا تھا نیز یہ بھی بتاتا کہ جواب کب دینا ہے، اُسی دن یا کسی اَور دن۔ اور یہ بھی الہام کرتا کہ کس طرح جواب دینا ہے۔ چنانچہ آپ کے مُسکت جوابوں کا ممبران اسمبلی کے پاس جواب الجواب کوئی نہ تھا۔ آپؒ نے یہ بھی بتایا کہ فسادات کے تمام عرصہ میں آپؒ تین ماہ تک دن رات جاگتے رہتے تھے۔ رات کو بھی برآمدہ میں ٹہلتے رہتے، دعائیں کرتے اور فون وغیرہ خود ہی اٹینڈ کرتے۔ جب حالات بہتر ہوگئے تو غیراحمدیوں کے وفود کثرت سے آپؒ سے ملنے کے لئے آنے لگے۔ یہ معجزہ بارہا ہوا کہ اُن کے سوال کرنے سے پہلے ہی جواب آپؒ دے دیا کرتے تھے۔ خلیفہ بننے سے قبل بھی آپؒ مستجاب الدعوات تھے۔ لیکن خلافت کے بعد تو آپؒ نے قبولیتِ دعا کا خاص معجزہ مانگا تھا جو اللہ تعالیٰ عطا فرمایا۔

❁ جب مَیں ایم اے کرکے تعلیم الاسلام کالج میں لیکچرر متعین ہوا تو ایک روز آپؒ کے پیچھے پیچھے کالج جانے کے لئے گھر سے نکلا۔ میری نظر آپؒ کی اچکن پر لگے ہوئے ایک پیوند پر بار بار پڑ رہی تھی اور آپؒ بغیر کسی احساس کمتری کے انتہائی وقار سے چلتے جارہے تھے۔

❁ آپؒ ہمیشہ ہمیں یہ نصیحت فرماتے کہ کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے حضرت مسیح موعودؑ کے نام پر کوئی دھبہ لگے۔ باہر جانے والے مبلّغین کو ہمیشہ یہ نصیحت بھی کرتے کہ اپنے مولیٰ سے بےوفائی کبھی نہ کرنا۔

❁ حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد انتخابِ خلافت کے وقت آپؒ ذرا دیر سے مسجد میں پہنچے اور آپ کو جوتیوں میں جگہ ملی۔ انتخاب کے بعد ایک شخص نے آپؒ کو خط لکھا کہ جب آپ مسجد میں آئے تو ساری مسجد بھر چکی تھی اور صرف جوتیوں میں جگہ رہ گئی تھی۔ مَیں آپ کو جگہ دے سکتا تھا لیکن مَیں آپ سے سخت نفرت کرتا تھا اور مَیں نے دل میں کہا کہ آج آپ کو جوتیوں میں ہی بٹھانا ہے۔ لیکن جب آپ خلیفہ بن گئے تو میری نفرت یکایک انتہائی محبت میں بدل گئی اور آج مَیں آپ سے اُس سے کہیں زیادہ محبت کرتا ہوں جتنی نفرت کیا کرتا تھا۔

❁ آپؒ کے دورِ خلافت کے آغاز میں لاہور کے مربی مکرم بشیرالدین صاحب کو کسی غیراحمدی مولوی نے مباحثہ کی دعوت دی۔ حضورؒ کے علم میں یہ بات آئی تو حضورؒ نے مکرم مولوی دوست محمد صاحب کو حوالوں میں مدد دینے کے لئے ساتھ بھجوایا لیکن فرمایا کہ مباحثہ بشیرالدین صاحب ہی کریں گے۔ اور پھر (خداتعالیٰ سے علم پاکر) یہ بھی فرمادیا کہ یہ مولوی بہائی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ بشیرالدین صاحب بڑے حیران ہوئے کیونکہ یہ بات تو اُن کو بھی معلوم نہیں تھی۔ لیکن جب بحث شروع ہوئی تو جلد ہی اندازہ ہوگیا کہ وہ مولوی واقعی بہائی تھے اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ بہائیوں سے وظیفہ بھی لیتے تھے۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide
February 27, 2015 – March 05, 2015

*Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530*

## Friday February 27, 2015

| | |
|---|---|
| 00:05 | World News |
| 00:25 | Tilawat & Dars-e-Majmooa |
| 01:05 | Yassarnal Quran |
| 01:35 | Jalsa Salana USA Address: Recorded on June 30, 2012. |
| 02:45 | Spanish Service |
| 03:15 | Pushto Muzakarah |
| 03:55 | Shotter Shondane |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Yassarnal Quran |
| 06:55 | Humanity First Conference: Recorded on January 24, 2015. |
| 07:45 | Hijrat |
| 08:20 | Rah-e-Huda |
| 09:55 | Indonesian Service |
| 11:00 | Deeni-O-Fiqahi Masail |
| 11:35 | Tilawat |
| 11:50 | Seerat-un-Nabi |
| 12:30 | Live Transmission From Baitul Fatuh |
| 13:00 | Live Friday Sermon |
| 14:00 | Live Transmission From Baitul Fatuh |
| 14:35 | Live Shotter Shondane |
| 16:40 | Friday Sermon [R] |
| 17:50 | Yassarnal Quran |
| 18:15 | World News |
| 18:35 | Humanity First Conference [R] |
| 19:40 | Discover Alaska |
| 20:15 | Deeni-O-Fiqahi Masail |
| 21:00 | Friday Sermon [R] |
| 22:20 | Rah-e-Huda |

## Saturday February 28, 2015

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:10 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 00:25 | Yassarnal Qur'an |
| 00:45 | Humanity First Conference [R] |
| 02:10 | Friday Sermon: Recorded on February 27, 2015. |
| 03:20 | Deeni-O-Fiqahi Masail |
| 03:55 | Shotter Shondane |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 06:30 | Al-Tarteel |
| 06:55 | Jalsa Salana Bangladesh Address: Recorded on February 05, 2012. |
| 08:30 | International Jama'at News |
| 09:00 | Question And Answer session: Recorded on July 08, 1995. Part 2. |
| 10:05 | Indonesian Service |
| 11:05 | Friday Sermon [R] |
| 12:20 | Tilawat: Recitation of the Holy Quran. |
| 12:30 | Al-Tarteel |
| 13:00 | Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme. |
| 14:00 | Live Shotter Shondane: A live interactive discussion programme in Bengali. |
| 16:15 | Live Rah-e-Huda |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Jalsa Salana Bangladesh Address [R] |
| 19:55 | Faith Matters |
| 20:45 | International Jama'at News |
| 21:15 | Rah-e-Huda |
| 22:50 | Friday Sermon [R] |

## Sunday March 01, 2015

| | |
|---|---|
| 00:05 | World News |
| 00:25 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 00:50 | Al-Tarteel |
| 01:15 | Jalsa Salana Bangladesh Address [R] |
| 02:50 | Friday Sermon: Recorded on February 27, 2015. |
| 03:55 | Shotter Shondane |
| 06:00 | Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an. |
| 06:30 | Yassarnal Quran |
| 06:55 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on December 22, 2012. |
| 08:05 | Faith Matters |
| 09:15 | Question And Answer Session: Recorded on January 31, 1998. |
| 10:05 | Indonesian Service |
| 11:10 | Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on January 31, 2014. |
| 12:10 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 12:25 | Yassarnal Qur'an |
| 12:50 | Friday Sermon: Recorded on February 27, 2015. |
| 14:00 | Live Shotter Shondhane |
| 16:15 | Ashab-e-Ahmad |
| 16:55 | Kids Time |
| 17:30 | Yassarnal Qur'an |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 19:30 | Live Beacon Of Truth |
| 20:40 | Roots To Branches |
| 21:15 | Let's Find Out |
| 22:00 | Friday Sermon: Recorded on February 27, 2015. |
| 23:10 | Question And Answer Session [R] |

## Monday March 02, 2015

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:20 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 00:50 | Yassarnal Quran |
| 01:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 02:25 | Roots To Branches |
| 02:50 | Friday Sermon [R] |
| 03:55 | Shotter Shondane |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:35 | Al-Tarteel |
| 07:00 | Ahmadiyya Medical Association Dinner: Recorded on January 31, 2015. |
| 08:00 | International Jama'at News |
| 08:35 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood |
| 09:00 | Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 23, 1997. |
| 10:00 | Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on November 07, 2014. |
| 11:25 | Apples Of Kashmir |
| 12:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 12:35 | Al-Tarteel |
| 13:00 | Friday Sermon: Recorded on May 15, 2009. |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:05 | Ilmul Abdaan |
| 15:25 | Apples Of Kashmir |
| 16:00 | Rah-e-Huda |
| 17:30 | Al-Tarteel |
| 18:00 | World News |
| 18:25 | Ahmadiyya Medical Association Dinner [R] |
| 19:00 | Prophecies In The Bible |
| 19:30 | Somali Service |
| 20:00 | Ilmul Abdaan |
| 20:30 | Rah-e-Huda |
| 22:00 | Friday Sermon: Recorded on May 15, 2009. |
| 23:00 | Apples Of Kashmir |
| 23:30 | Prophecies In The Bible |

## Tuesday March 03, 2015

| | |
|---|---|
| 00:05 | World News |
| 00:25 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 01:00 | Al-Tarteel |
| 01:30 | Ahmadiyya Medical Association Dinner |
| 02:20 | Kids time |
| 03:00 | Friday Sermon: Recorded on May 15, 2009. |
| 04:00 | Ilmul Abdaan |
| 04:20 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood |
| 04:50 | Liqa Maal Arab: Session no. 1 |
| 06:00 | Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat |
| 06:35 | Yassarnal Quran |
| 07:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on December 22, 2012. |
| 08:05 | Aao Urdu Seekhain: A series of educational programmes teaching Urdu. |
| 08:30 | Australian Service |
| 09:15 | Question And Answer Session: Recorded on January 30, 1998. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 27, 2015. |
| 12:05 | Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat |
| 12:35 | Yassarnal Quran |
| 13:00 | Faith Matters |
| 14:05 | Bangla Shomprochar |
| 15:10 | Spanish Service |
| 15:45 | Aadab-e-Zindagi |
| 16:30 | Alif Urdu |
| 16:45 | Al-Wasiyyat |
| 17:30 | Yassarnal Qur'an |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat: Recorded on December 22, 2012. |
| 19:30 | Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on February 27, 2015. |
| 20:30 | Alif Urdu |
| 21:00 | Australian Service |
| 21:30 | Aadab-e-Zindagi |
| 22:00 | Faith Matters |
| 23:05 | Question And Answer Session [R] |

## Wednesday March 04, 2015

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:15 | Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat |
| 00:50 | Yassarnal Quran |
| 01:20 | Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat: Recorded on December 22, 2012. |
| 02:30 | Alif Urdu |
| 02:45 | Noor-e-Mustafwi |
| 03:15 | Story Time |
| 03:30 | Aadab-e-Zindagi |
| 04:05 | Al-Wasiyyat |
| 04:50 | Liqa Maal Arab: Session no. 2 |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Al-Tarteel |
| 07:00 | Girls Waqf-e-Nau Ijtema: Recorded on February 28, 2015. |
| 08:00 | Jama'at-e-Ahmadiyya Aur Urdu Adab |
| 09:05 | Question And Answer Session: Recorded on October 21, 1995. Part 1. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:05 | Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on February 27, 2015. |
| 12:10 | Tilawat: Recitation of the Holy Quran. |
| 12:25 | Al-Tarteel |
| 13:00 | Friday Sermon: Recorded on May 15, 2009. |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:05 | Deeni-O-Fiqahi Masail |
| 15:45 | Kids Time |
| 16:20 | Faith Matters |
| 17:25 | Al-Tarteel |
| 18:00 | World News |
| 18:25 | Girls Waqf-e-Nau Ijtema: Recorded on February 28, 2015. |
| 19:30 | French Service: Horizons d'Islam |
| 20:30 | Deeni-O-Fiqahi Masail |
| 21:05 | Kids Time |
| 21:40 | Friday Sermon: Recorded on May 15, 2009. |
| 22:50 | Intikhab-e-Sukhan |

## Thursday March 05, 2015

| | |
|---|---|
| 00:05 | World News |
| 00:25 | Tilawat: Recitation of the Holy Quran. |
| 00:40 | Al-Tarteel |
| 01:10 | Girls Waqf-e-Nau Ijtema: Recorded on February 28, 2015. |
| 02:15 | Deeni-o-Fiqahi Masail |
| 02:50 | Jama'at-e-Ahmadiyya Aur Urdu Adab |
| 03:50 | Faith Matters |
| 04:40 | Liqa Maal Arab: Session no. 3 |
| 06:00 | Tilawat & Dars Malfoozat |
| 06:30 | Yassarnal Quran |
| 06:50 | Waqf-e-Nau Ijtema Boys: Recorded on March 01, 2015. |
| 07:55 | Beacon Of Truth |
| 09:00 | Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 11, 1998. |
| 10:05 | Indonesian Service |
| 11:05 | Japanese Service |
| 12:00 | Tilawat |
| 12:25 | Yassarnal Quran |
| 13:00 | Beacon Of Truth |
| 14:00 | Friday Sermon: Recorded on February 27, 2015. |
| 15:05 | Aadab-e-Zindagi |
| 15:40 | Alif Urdu |
| 16:00 | Persian Service |
| 16:30 | Tarjamatul Quran Class [R] |
| 17:35 | Yassarnal Qur'an |
| 18:00 | World News |
| 18:30 | Live Al-Hiwar-ul-Mubashir |
| 20:40 | German Service |
| 21:45 | Faith Matters |
| 22:55 | Beacon Of Truth |

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).***

# Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 20 February, 2015 | Issue No. 08


# جماعت احمدیہ نائیجیریا کے 63ویں جلسہ سالانہ 2014ء کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

## حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام۔ انگریزی ہاؤسا اور یوروبا زبانوں میں مختلف موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر۔ تبلیغ و تربیت سیمینار۔ ایّام جلسہ میں باجماعت نماز تہجد اور دروس کا خصوصی اہتمام۔ کورٹ آف الورین کے گرینڈ جسٹس، Ogun سٹیٹ کے گورنر کے نمائندے، مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے چیف ائمہ کرام، حکومتی افسران و دیگر اہم شخصیات کی جلسہ میں شمولیت اور جماعتی نظم و ضبط اور پُرامن مساعی پر خراج تحسین۔


(حافظ سید شاہد احمد۔ مبلغ سلسلہ نائیجیریا)


اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ نائیجیریا کو اپنا 63واں جلسہ سالانہ بڑی کامیابی سے مورخہ 26 تا 28 دسمبر 2014ء بمقام جامعہ احمدیہ، الارو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ سے قبل مندرجہ ذیل امور جلسہ کی تیاری کے سلسلہ میں سرانجام دیئے گئے:

1۔ نائیجیریا کی رعایا کو ریڈیو، لیف لیٹس، پوسٹرز اور اشتہارات کے ذریعہ سے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اطلاع دی گئی۔

2۔ جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لئے صدقہ کے لئے جماعتی ہیڈ کوارٹر کے علاوہ مختلف جماعتوں میں اور جلسہ گاہ یعنی جامعہ احمدیہ میں جانوروں کی قربانی دی گئی اور گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔

3۔ جلسہ سالانہ کی تیاری کے سلسلہ میں جلسہ کے شعبہ جات کی متعدد میٹنگز ہوئیں نیز جلسہ سے قبل مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے جلسہ گاہ کا معائنہ کر کے کارکنان کو نصائح سے نوازا۔

## جلسہ کا پہلا دن 26 دسمبر 2014ء بروز جمعۃ المبارک

پہلے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس ہوا۔ بعدازاں ناشتہ پیش کیا گیا۔

### تبلیغ و تربیت سیمینار

پروگرام کے مطابق صبح ساڑھے دس بجے ایک تبلیغ و تربیت سیمینار رکھا گیا تھا۔ سیمینار کا آغاز مکرم عبدالخالق نیّر صاحب مشنری انچارج نائیجیریا کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ قصیدہ کے بعد صدر مجلس مکرم مبلغ انچارج صاحب نائیجیریا نے سیمینار کی غرض و غایت بیان کی۔ آپ نے کہا کہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم تبلیغ کریں اور پیغام حق پہنچائیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بھی یہی منشاء ہے کہ ہر احمدی داعی الی اللہ بن جائے۔

صدر مجلس کی افتتاحی تقریر کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔

1۔ "Tabligh and Spirituality"

2۔ "Winning souls for Allah. Tales from Early History of the Jama'at"

بعدازاں مقررین نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس کے بعد سیمینار کے آخر پر صدر مجلس نے دعا کروائی۔ نمازِ جمعہ اور نماز عصر جمع کر کے پڑھائی گئیں۔ بعدازاں دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔

### افتتاحی اجلاس

جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس سے قبل پرچم کشائی ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر مشہود۔ اے۔ فشولا صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا نے قومی پرچم لہرایا اور مکرم عبدالخالق نیّر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے لوائے احمدیت لہرایا۔

شام 4 بجکر 30 منٹ پر جلسہ کے افتتاحی اجلاس کا آغاز امیر صاحب نائیجیریا کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام کا اصل متن اور بعدازاں اُس کا مکمل ترجمہ ہاؤسا اور یوروبا میں بھی سنایا گیا۔

### حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے موقع پر جو خصوصی پیغام انگریزی زبان میں ارسال فرمایا اس کا اردو میں مفہوم درج ذیل ہے:

حضور انور نے جلسہ سالانہ نائیجیریا کے شاملین کے نام اپنے پیغام میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد ارشاد فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا 63واں جلسہ سالانہ 26، 27 اور 28 دسمبر 2014ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو شاندار کامیابی عطا کرے اور تمام احباب اس منفرد جلسہ سے بے شمار برکات حاصل کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سب سے اہم بات یہی ہے کہ مَیں آپ کی توجہ اُن خطبات کی طرف بھی مبذول کرنا چاہتا ہوں جو مَیں نے تفصیل سے اپنی ذاتی زندگی کا جائزہ لینے اور اپنی اصلاح کرنے سے متعلق احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے دیئے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد اپنی اصلاح کا مستقل طور پر خیال رکھیں اور تقویٰ کا اعلیٰ ترین مقام حاصل کریں تاکہ وہ دنیا میں اسلام کا بہترین نمونہ پیش کرسکیں۔ یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے کردار کا جائزہ لیتے رہیں اور پھر اپنے کردار اور اعمال کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں رہیں۔ آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہئے جو آپؑ نے ہم سے وابستہ کر رکھی ہیں۔ پس آپ کے قول و فعل میں مکمل طور پر مطابقت ہونی چاہئے تاکہ آپ صحیح معنی میں اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کرسکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ موجودہ دَور میں جبکہ غیر احمدی بھی اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے جانے والے اسلام کے حسن سے متأثر ہوتے ہیں کیونکہ یہی سچا اسلام ہے اور قرآن کریم کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ تو ان حالات میں ہماری ذمہ داری کئی گُنا بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے یہ بہت اہم ہے کہ جلسہ میں شرکت کرنے سے آپ محض اپنے علم میں ہی اضافہ نہ کریں بلکہ اپنی زندگیوں میں بہتری لانے کی کوشش کریں اور پاکیزہ نصائح جو آپ سنتے ہیں اُن پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح اپنے روحانی معیار کو بڑھاتے چلے جائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب آپ اپنی موجودہ حالت کو قریب سے دیکھیں تو آپ کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ کیا آپ اپنی زندگی کو اُسی راستہ پر چلا رہے ہیں جس پر چلانے کی خواہش حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے کی تھی۔ پس یہ ہماری زندگی کا لازمی حصہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک متقیانہ زندگی گزارنے کی خوب جدوجہد کرے اور اپنے معاشرہ میں ہر فرد سے احسن طریق پر معاملات طے کرے۔ آپ کو ایسی مثال قائم کرنی ہے کہ آپ کے قریب رہنے والا ہر شخص آپ کے


باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں